

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم ط

پیش لفظ

آنا بعد

مدت سے اس فقیر کو یہ خیال دامن گیر تھا کہ مرشدی و مولائی سلطان العارفین، ثانی عین ذات یا ہو حضرت سلطان باہو قدس اللہ سرہ العزیز کے پنجابی اشعار یعنی مجموعہ ابیات پنجابی کو جوسی جہنی کے نام سے بھی موسوم ہیں صحیح اور اصلی صورت میں مع اردو شرح لکھ کر شائع کیا جائے۔ تاکہ غلط خدا اور خصوصاً حضرت سلطان العارفین کے ارادتمند حضور کے پنجابی ابیات کی اصلی حقیقت سے روشناس اور واقف ہو جائیں۔ کیونکہ سابقہ سی حرفیوں میں جا بجا غلطیاں ہیں اور بعض غیر لوگوں کے ایسے وضعی اور الحاقی ابیات ان میں شامل ہو گئے ہیں جو علامہ غلط ہونے کے غیر شرع بھی ہیں۔ ایسے غیر شرع ابیات حضرت سلطان العارفین کی زبان حق ترجمان سے نکلے ہرگز معلوم نہیں ہوتے اور بسبب خلاف شرع ہونے کے عوام کی گمراہی کا باعث اور خواص کی بد اعتقادی کا موجب بن رہے ہیں۔

لہذا یہ فقیر اسی نیک غرض اور مفید تحریک کے تحت اس کار خیر کے لئے قلم اٹھا رہا ہے۔ تاکہ پنجابی زبان کے سمجھنے والے اور اس زبان سے دلچسپی رکھنے والے حضرات کے سامنے ایک صحیح اور درست مجموعہ ابیات مع اردو شرح پیش کرے۔ جسے انشاء اللہ جملہ سلیم العقل اور منصف مزاج طالبان حق قدر کی نگاہ سے دیکھیں گے۔ اور اس کے مطالعہ سے مستفید اور مستفیض ہو کر اس فقیر کو دعائے خیر سے یاد کریں گے۔ اس فقیر کو عرصہ چالیس سال سے حضرت سلطان العارفین کی قلمی فارسی کتابوں کا بہت گہرا مطالعہ رہا ہے اور ان کے مطالعہ سے بے شمار باطنی برکات اور روحانی فیوض حاصل کیے ہیں۔ اور اسی وجہ سے اس فقیر کو حضور کے اصلی طرز کلام اور حقیقی انداز بیان کی کافی شناخت اور تمام مہارت حاصل ہے۔ اور حضور کے اصلی بیان گوہر نشان کو غیر لوگوں کے وضعی اور الحاقی کلام سے ممتاز اور مشخص کر سکتا ہے۔ اور حضور کی نظر کیما اثر نے اس فقیر کے لئے آپ کے پنجابی اور فارسی کلام کا مفہوم اور شرح

جملہ حقوق محفوظ ہیں

نام کتاب	:	انوار سلطانی
پبلشرز	:	فقیر عبد الحمید
پرنٹرز	:	پریس پرنٹرز
قیمت	:	۵۰ روپے

آسلن بنا دیا ہے۔ نیز اس فقیر کو اثنائے طلب کے طویل عرصے میں کافی مدت حضرت سلطان العارفين کے پرانے اور نئے دربار پر معنکات اور گوشہ نشین رہتے ہوئے اس پاک زمانے کے نیک طینت اور روشن ضمیر فقیروں اور درویشوں سے صحبت اور تبادلۂ خیالات کے بہترین اور زریں مواقع حاصل رہے اور ان سے اصلی اور صحیح ایات سننے میں آتے رہے ہیں۔ اس وجہ سے اس فقیر کا یہ مجموعہ ایات ہر لحاظ سے نہایت صحیح، درست اور مفید ترین ثابت ہو گا۔

نیز واضح ہو کہ حضرت سلطان العارفين کی زبان گوہر نشان پر یہ پنجابی ایات اس وقت جاری ہوئے جب آپ اپنے ابتدائی زمانہ طلب میں مرشد کی تلاش میں تیس سال تک وہ بدہ اور شہر بہ شہر پھرتے رہے۔ بعدہ جب آپ اپنے محبوب اور مطلوب حقیقی سے واصل اور سالک مرجوع بن کر مقام ارشاد پر فائز ہوئے اور اس وقت آپ طالب صادق کی طلب میں رہے چنانچہ فرماتے ہیں "میں تیس سال تک مرشد کمال کی طلب میں پھرتا رہا ہوں۔ لیکن اب کئی سال سے طالب صادق کی طلب میں ہوں۔ لیکن میں روئے زمین پر کوئی طالب صادق، بلند ہمت، وسیع حوصلہ اور لائق و مستحق ارشاد و تلقین نہیں دیکھتا کہ اپنے مولا کے فیض و فضل کے ظاہری و باطنی خزانے میں سے جو نصاب بے حساب مجھے عطا ہوا ہے اس کی زکوۃ نکال کر طالب مستحق کے حوالے کر دوں۔ اور اپنی گردن سے حق تعالیٰ کا بار گراں ساقط کروں۔" اس کے بعد آپ نے اپنے باطنی معرفت کے خزانوں کو اپنی فارسی کتابوں میں مدون اور مدون کر دیا اور صدائے عام دے دی۔

کیمیائے حنج مفلس رانمود

ہر کہ راعقل است حاصل کرد زود (رومی)

"یعنی ہم نے معرفت کی کیمیائے اکسیر کے خزانے مفلسوں کے لئے کھول کر رکھ دیئے ہیں۔ جس کسی کو عقل اور سمجھ ہے وہ جلدی اسے حاصل کرے گا۔" الغرض آپ کی کتابیں نور حضور سے معمور ہیں اور جو طالب صادق انہیں صدق دل اور اخلاص سے دن رات مطالعہ کرتا ہے یہ کتابیں مرشد کمال کی طرح اس پر توجہ کرتی ہیں اور ہر کتاب ایک مجسم کمال اور مکمل مرشد ہے۔ لہذا آپ اپنی کتابوں میں فرماتے ہیں۔ "آخر زمانے میں قحط الرجال ہو گا جس شخص کو مرشد کمال نہ ملے اور کہیں سے عقدہ کشائی نہ ہو۔ وہ ہماری کسی کتاب کو اپنا مرشد اور پیر صحبت بنا لے اور دن رات اس کا مطالعہ کرے۔ انشاء اللہ محض دن رات اس کے مطالعہ سے زندہ دل، روشن ضمیر اور عارف واصل ہو جائے گا۔" چونکہ اس فقیر نے خود حضور کی کتابوں کے مطالعہ سے آپ کے کمال باطنی فیوض اور روحانی برکات حاصل کی ہیں۔ لہذا طالبین حق کی

راہنمائی اور بہبودی کے لئے حضور کی سب سے چیدہ اور نہایت جامع اور خفی کتاب نور الہدیٰ کلاں فارسی کو کمال صحت اور صفائی کے ساتھ حضور کی اصلی زبان فارسی میں چھپوا کر شائع کیا اور جو لوگ فارسی زبان سمجھنے سے قاصر ہیں۔ ان کی خاطر اسے نہایت باحاورہ اردو زبان میں "حق نماء" کے نام سے چھپوا کر شائع کیا اور ساتھ ہی حاشیہ میں مشکل معارف اور اسرار کی شرح بھی لکھ دی۔ اب بھی اگر کوئی حرام نصیب اس نعمت عظمیٰ سے محروم رہے تو یہ اس کی شومی قسمت ہے۔ کتاب نور الہدیٰ میں حضور "لکھتے ہیں۔" جو طالب صادق اس کتاب کو دن رات صدق، اخلاص، یقین اور سچے اعتقاد سے پڑھتا رہے گا۔ واقف اسرار پروردگار ہو جائے گا۔ اسے ظاہری مرشد کی تلقین اور تعلیم کی ضرورت نہیں رہے گی۔ یہ کتاب اس کے لئے اللہ تعالیٰ کے قرب اور وصال کا ذریعہ اور وسیلہ بن جائے گی اور اسے مجلس حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں پہنچا دے گی۔ اس کتاب کو ہمیشہ پڑھنے والا خلق کا راہ نما اور اہل باطن باصفا ہو جائے گا۔"

دوسرے مقام پر اسی کتاب میں فرماتے ہیں۔ "اس کتاب اسرار الہی کو اگر ناقص پڑھے گا کمال ہو جائے گا۔ اگر کمال پڑھے گا مکمل کے مرتبے کو پہنچ جائے گا اور مکمل پڑھے گا تو اکمل بن جائے گا اگر اکمل پڑھے گا تو جامع مرشد۔ صاحب جمیعت ہو جائے گا۔ اور جامع پڑھے گا تو سلطان الوہم، فقیر، امیر، لکھنوی نور الہدیٰ بن جائے گا۔ اس کا مرتبہ وہم اور فہم میں نہیں آئے گا۔ لاعد ولاء۔ یہ کتاب مجموعہ جمیعت، کلید الکمل ہے۔ طالب اسے جس قفل مطالب میں ڈالے گا۔ انشاء اللہ اسے کھول ڈالے گا اور ہر متاع پائے گا۔"

نیز اس فقیر نے اپنے تجربے کی بنا پر قدری طریقے کے بہترین اور افضل ترین اور اہم جمع کر کے شائع کیے ہیں۔ جو ہر مشکل کے لئے تیر ہدف اور کارگر ثابت ہوئے ہیں۔ اس کا نام مخزن الاسرار و سلطان الادوار رکھا ہے جس کا پڑھنا اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی طرف بہترین وسیلہ ہے۔ اس میں بیخ و بن جمع کئے ہیں۔ یہ بھی ایک نعمت عظمیٰ ہے جو دیکھنے سے تعلق رکھتی ہے۔

شیشہ کے بود مانند دیدہ۔"

زیادہ تعریف بے سود ہے۔ ع: عطر آنت کہ خود بوید۔ نہ کہ عطار بگوید۔ نیز اس فقیر نے اپنی تمام عمر کے اندوختہ اور آموختہ باطنی معارف اور روحانی اسرار کو اردو کی ایک جامع کتاب "عرفان" میں جمع کر کے شائع کیا ہے۔ اس کتاب کی نسبت مختصر طور پر ہم اس قدر لکھنے پر اکتفا کرتے ہیں کہ اس زمانے میں مذہب اور روحانیت پر اس جیسی کتاب نہ آج تک کسی نے

لکھی ہے اور نہ آئندہ لکھ سکے گا۔ ہزاروں لاکھوں گم سمجھنے والے ضلالت اس کے مطالعہ سے راہ راست پر آکر ہدایت پا چکے ہیں۔ یہ کتاب اس زمانے کے مغرب زدہ مرض الخلاہ اور دہریت کے مسموم قلوب اور ماؤف دماغوں کے لئے تریاق اکبر اور اکسیر اعظم ثابت ہوئی ہے۔ ہر خاص و عام اور ہر مذہب و ملت کے حقیقت شناس اور حق جو اصحاب سے خراج تحسین حاصل کر چکی ہے۔ اس کتاب کے پہلے حصے کو پڑھ کر بہت اصحاب کا اصرار اور تقاضا تھا کہ جلد ہی دوسرا حصہ بھی شائع کیا جائے۔

الحمد للہ کہ اس کا دوسرا حصہ بھی بڑی آب و تاب کے ساتھ شائع ہو گیا ہے اور پہلے حصے کی طرح منظور نظر عزیزان اور مقبول خاطر طالبین ہوا ہے۔ عرفان کا ہر حصہ بڑی تقطیع پر تقریباً تین سو صفحات پر مشتمل ہے۔ ہم آخر میں مختصراً عرض کرتے ہیں کہ طوبی لمن ری هذه الكتب المبارکته ویا حسرتی علی من لم یرهم یعنی مرثوہ اور خوشخبری ہے۔ ان سعادت مند اور خوش نصیب لوگوں کے لئے جنہوں نے ان مبارک کتابوں کو دیکھ کر پڑھا اور افسوس ہے ان لوگوں کے لئے جو ان کے مطالعہ سے محروم اور بے نصیب رہے۔

نیز واضح ہو کہ ہم نے اس ولی کامل اور اکمل حضرت سلطان العارفینؒ کے ہر کلام میں عجیب تاثیر اور برکت دیکھی ہے چنانچہ حضورؐ کے پنجابی ایات میں بھی ایک نہایت عجیب باطنی جادو بھرا ہوا پایا ہے کہ جس مجمع اور مجلس میں آپ کا کوئی پنجابی بیت پڑھا گیا ہے تمام سامعین پر ایک وجد کی سی کیفیت طاری ہو گئی ہے۔ اور حق حق اور ہو ہو کے نعروں سے ایک کھرام مچ گیا ہے۔ نیز پہلے زمانے کے ان پڑھ طالب صادق اور پاکباز فقراء اور درویش ان پنجابی ایات کو اذیر رکھتے تھے اور رات دن ان کو بطور ورد پڑھا کرتے تھے۔ اور اس سے منازل سلوک طے کرتے تھے۔ نیز بعض کامل خلفاء اور فقرا کو بچھلے زمانے میں بارہا دیکھا گیا ہے کہ وہ اپنے سینوں کو حلقہ ہائے ذکر میں حضور کے پنجابی ایات سے گرمایا کرتے تھے یعنی شیخ اپنے طالبوں سمیت جب کبھی حلقہ ذکر کی صورت میں جمع ہو کر بیٹھتا تو کسی خوش الحان اور خوش آواز طالب سے اونچی آواز کے ساتھ حضور کے پنجابی ایات پڑھنے کو کہتا اور جب مجمع ان ایات کے سننے سے متاثر ہو جاتا تھا تو سب مل کر اونچی آواز سے کلمے کا ذکر شروع کر دیتے تھے۔ اس قسم کے حلقوں میں نہایت عجیب باطنی کیفیتیں دیکھنے میں آئی ہیں۔ اور مکمل درجے کی برکات اور فیوض طالبوں کو حاصل ہو جایا کرتے ہیں۔ تقریباً چالیس سال کا عرصہ ہوا کہ اس قسم کے حلقہ ہائے ذکر اس فقیر نے بغداد شریف میں رفائی خاندان والوں میں دیکھے۔ وہ چونکہ عرب ہیں اس لئے اپنے حلقہ ہائے

ذکر کو قصیدہ بردہ کے عربی ایات سے گرمایا کرتے تھے۔ چنانچہ وہ کلمہ شریف کا ذکر جہاں طرح کرتے تھے کہ شیخ حلقہ میں کھڑے ہوتے تھے اور حلقہ کے بیچ میں ایک شخص دف بجانے والا اور ایک خوش آواز قصیدہ بردہ پڑنے والا کھڑا ہوتا تھا۔ دف محض ذکر میں تل یعنی یک جہتی اور برابری کے لئے بجایا جاتا تھا تاکہ ذکر کرنے میں سب کی آواز یکساں اور متحدہ طور پر آئے اور کوئی آگے پیچھے نہ ہو جائے۔ قصیدہ بردہ کے ایات اہل حلقہ کے دلوں میں گرمی اور جوش پیدا کرنے کے لئے پڑھے جاتے تھے یہ بات بالکل مبالغہ نہیں کہ ان لوگوں کے حلقہ ذکر میں اس قسم کا باطنی جوش اور روحانی اثر ہوتا تھا کہ بعض صاحب مکمل ذکر کے وقت خنجر ہاتھ میں رکھتے تھے اور جس وقت ان پر ذکر کا حال وارد ہوتا اپنے سینے اور پیٹ میں خنجر مارتے اور خنجر ان کے جسم میں کافی اندر تک گھس جاتے لیکن انہیں نہ ضرر پہنچتا اور نہ زخم لگتا۔ بعض دفعہ سخت سردیوں میں جب آگ کے گرد حلقہ ذکر قائم کیا جاتا تو بعض طالب دورانِ حال آگ میں کود پڑتے تھے اور آگ سے انہیں کچھ ضرر نہ پہنچتا۔ اور یہ اس واسطے نہیں ہے کہ ان کے ہاتھ کی صفائی یا مداریوں کا کھیل تھا۔ بلکہ سچا حال تھا۔ سالکوں کے جسم ذکر کے وقت پانی اور موم کی طرح نرم ہو جاتے تھے۔

اگر کوئی طالب یا درویش یا فقیر انفرادی یا اجتماعی طور پر حضرت سلطان العارفینؒ کے ان ایات سے مذکورہ بالا فوائد حاصل کرنا چاہے تو انشاء اللہ اسی قسم کی برکات اور فیوض سے بہرہ ور ہو گا۔ لیکن آج کل تو زمانہ کچھ اور ہے اور ہی ہو گیا ہے۔ نہ وہ طالب رہے اور نہ وہ شیخ نہ وہ اللہ تعالیٰ کے ذکر کے حلقے اور نہ ذکر میں وہ مستی اور تاثیر باقی رہی۔

”آں قدح بکشت و آں ساقی نہ ماند“

ان پنجابی ایات کی آخر میں لفظ ”ہو“ لگا دیا گیا ہے۔ اصلی ایات میں لفظ ”ہو“ نہیں لیکن عام طور پر مروج ہو گیا ہے اور زہب بھی دیتا ہے۔ چونکہ حضرت مصنفؒ کے اسم مبارک کے ساتھ اسم ”ہو“ کو خاص نسبت اور لگاؤ ہے۔ پڑھتے وقت پُر لطف معلوم ہوتا ہے۔ ہم نے بھی اسم ”ہو“ کو قائم اور برقرار رہنے دیا ہے۔

آخر میں بارگاہ رب العالمین میں استدعا ہے کہ وہ اس فقیر کی اس قلمی خدمت کو شرف قبولیت بخشیں اور خلق خدا کی رشد و ہدایت کا موجب بنائیں۔

واخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمین ط

فقیر نور محمد سروری قادری کلاچوی (رحمۃ اللہ علیہ)

یہ مختصر سا شجرہ طریقت ہے جو عموماً دست بیعت کرتے وقت سرسری قادی
طریقے کے بزرگ پڑھتے ہیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

مراد محمد نور احمد مے بود کافی

دگر صالح محمد صفحہ دل راکند صافی

علام باہو محمد ہم حسینم مے بود شافی

ولی سلطان باہو پیر جان بس بود کافی

جیل دم بقا سارفتش نجم الدین یحییٰ

دگر جت رزاقم ہمیشہ شافی ودانی

شفیع غوث الاعظم بوسعید بواحسن کافی

ولی بواالفرح واحد نعمی و شبلی مرثانی

جنید و سقلی و معروف داود و حبیب عمی

حسن ہم حیدر و احمد مسد شافی ودانی

رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَيْهِمْ اَجْمَعِينَ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

مجموعہ ابست اینجانی

ردیف الف

الف اللہ چنبے دی بوٹی میرے من وچ مرشد لانی ہو

نفی اثبات داپانی ملیس ہر رگیں ہر جانی ہو

ہر جا بوٹی مشک محب یا جاں بھٹن تے آئی ہو

مرشد کامل ہر دم جویے (حضرت باہو) جیں اے بوٹی لانی ہو

شرح حضورؐ نے یہاں اسم اللہ ذات کو چنبے یعنی چنبیلی کے پودے سے تشبیہ دی

ہے جس کے پھول انسانی چنبے یعنی بچے کے مشابہ پانچ بیٹیوں سے مرکب ہوتے ہیں۔ انسانی

بچے کو اگر غور سے دیکھا جائے۔ تو یہ اسم اللہ ذات کے عین مشابہ ہوتا ہے اور چنبے کے پھول کی

سفید رنگت اسم اللہ ذات کے سفید انوار سے ملتی جلتی ہے اور اس کی بھینی بھینی خوشبو کی

طرح اسم اللہ ذات کے ذکر و فکر اور معرفت کی باطنی خوشبودلوں اور دماغوں کو محظور اور مغنہ

کرتی ہے اس لئے حضرت سلطان العارفينؒ نے اسم اللہ ذات کی تشبیہ کے لئے اس مبارک بوٹی

کو منتخب فرمایا ہے اور اکثر اس مبارک پودے کے پھول پاک اور مقدس بزرگان دین کے مزاروں

پر بطور تبرک چڑھائے جاتے ہیں جو زائرین کے دلوں اور دماغوں کو مست کرتے ہیں اس بیت

میں حضرت سلطان العارفينؒ نے طالب کے دل کو زمین اور اسم اللہ ذات کو قہم اور ذکر نفی اثبات

کو پانی اور مرشدِ کامل کو مثل باغبان اور مالی کے متثل فرمایا ہے۔ اور جب اسم اللہ ذات کا پودا مرشدِ کامل کی پرورش اور تربیت سے نشوونما پا کر کامل ہو جاتا ہے تو اسم اللہ ذات کے نقوش جنبیلی کے پھولوں کی طرح طالب کے تمام اعضاء وجودیہ پر بجلی کے قشحوں کی طرح جگمگ جگمگ کرنے لگ جاتے ہیں اور اس کی باطنی خوشبو قلوب و ارواح کی باطنی فضا میں پھیل جاتی ہے

الف اللہ پڑھ حافظ ہو یا نہ گیس حجابوں پر دہ ہو
پڑھ پڑھ عالم فاضل ہو یا بھی طالب ہو یا زردا ہو
لکھ ہزار کتاباں پڑھیاں پر ظالم نفس نہ مردا ہو
باجھ فقیراں کیسے نہ مار یا (حضرت بابو) اے ظالم جو راندرا ہو

شرح حضورؐ فرماتے ہیں کہ اے طالب مرشدِ کامل فقیر سے اسم اللہ ذات کا پڑھنا سیکھنا کہ اس سے تیرا نفس فنا ہو کر دل زندہ ہو جائے۔ ورنہ قرآن یاد کر کے حافظ بن جانے اور کتابیں پڑھ کر عالم فاضل بننے سے علم حجاب ہو جاتا ہے اور نفس انانیت اور خودی سے موٹا ہو جاتا ہے۔ اور دنیا کے حرص میں مبتلا ہو کر اللہ کی طلب سے رہ جاتا ہے سو اے طالب مرشدِ کامل کی رفاقت اور راہنمائی کے بغیر نفس کی خودی اور انانیت ہرگز دور نہیں ہوتی۔

جیسا کہ مولانا روم صاحب فرماتے ہیں۔

نفس تو ان گشتِ الاخل پیر دامنِ این نفس کش راست گیر
جب طالب ایک ہستی یعنی مرشدِ کامل کو اپنے سے بہتر اور افضل تر تسلیم کر لیتا ہے تو اس کی خودی دور ہو جاتی ہے ورنہ شیطانی انانیت اور خودی اس کے سر پر ہمیشہ سوار رہتی ہے اور ہمیشہ ابلیس کی طرح انا خیر منہ کی طعون پکارا اس کے اندر سے عملاً و حالاً سنائی دیتی ہے

الف اتحادِ جدوتی دیکھی الی از خود ہو یا فانی ہو
قرب وصال مقام نہ منزل نہ او تھے جسم نہ جانی ہو

نہ او تھے عشقِ محبت کا تھی نہ او تھے کون مکانی ہو
عینوں عین تھیو سے (حضرت بابو) ستر وحدت سبحانی ہو

شرح حضورؐ فرماتے ہیں جب مقام وحدت میں ذاتِ احد نے اپنا جلوہ دکھایا تو وہاں ہماری اپنی ہستی نہ رہی۔ اور ہم اپنے آپ سے فانی ہو گئے کیونکہ خودی اور خدا ایک جگہ نہیں رہ سکتے اور اس وحدت کے مقام میں قرب وصال اور جسم و جان کی گنجائش نہیں ہے۔ اور نہ وہاں عشق و محبت اور کون و مکان کی سمائی ہے۔ اس مقام میں ہم اس کے عین ہو گئے اور یہ مقام ستر وحدت سبحانی ما اعظم شانی کا ہے اس مقام وحدت میں سالک جملہ غیر خودی سے باہر آ جاتا ہے چنانچہ صحابہ کرام نے جب اس حضرت معلم سے دریافت کیا کہ آیا آپ نے معراج کی رات اللہ تعالیٰ کو دیکھا تو آپ نے فرمایا کہ رَأَيْتُ رَبِّي بِعَيْنٍ بَقِيٍّ یعنی میں نے اللہ تعالیٰ کو اُس کی آنکھ سے دیکھا۔ وہاں کوئی غیر قائم نہیں رہ سکتا اور نہ وہاں غیر اور ماسوئی کی گنجائش اور سمائی ہے۔ اِذَا اَتَمَّ الْفَقْرُ فَهُوَ اللّٰهُ اُسی کی طرف اشارہ ہے۔

اَلْاَشْتِدَادُ بِرَبِّكَ دُنْيَا دِل مِی رِی نِت قَالُوا بَلٰی کُو کیندی ہو
حُب وطن دی غالب ہوئی اک پل آرام نہ دیندی ہو
قمر پوئے تینوں راہزن دنیا جو توں حق داراہ مریندی ہو
عاشقان مول قبول نہ یتیمی (حضرت بابو) توڑے زریں کر کر وندی ہو

شرح آپؐ فرماتے ہیں کہ ہم نے مقامِ ازل میں پہنچ کر رومی کانوں سے اَلْاَشْتِدَادُ بِرَبِّكَ کی آواز سنی اور ہمارا دل اس کا جواب بکلی ہر وقت زبانِ حال سے ادا کر رہا ہے جب سالک بیضہ ناسوئی کو توڑ کر مقامِ لاہوت لامکان میں قدم رکھتا ہے تو اس کا باطنی لطیفہ عفتائے قافِ قدس کی طرح زمان اور مکان کے شمش بہت سے گزر جاتا اور ماضی اور

مستقبل اس کے لئے حال کا حکم رکھتے ہیں۔ اسی حالت میں وہ ازل وابد کو پالیتا ہے۔ اُس وقت اُس کے دل پر اپنے اصلی ازل و وطن کی محبت غالب ہو جاتی ہے اور وہ اُس کے لئے بقیہ ازل ہو جاتا ہے۔ اسی ازل و وطن کے لئے فرمایا گیا ہے **حُبُّ الْوَطَنِ مِنَ الْإِيمَانِ** یعنی اسی ازل و وطن کی محبت ایمان کی علامت ہے۔ پھر فرماتے ہیں کہ اے راہزن دنیا تجھ پر اللہ تعالیٰ کا تہ نازل ہو کہ تُو طالبانِ حق کو اپنے اصلی وطن اور محبوبِ حقیقی سے غافل کرتی ہے شیطان کے ہاتھ میں دنیا ایک رنگین اور خوشنما کھلونا ہے جس سے وہ طفل مزاج انسانوں کو اللہ تعالیٰ اپنے حقیقی مالک سے غافل کرتا ہے جیسا کہ ایک عام قاعدہ مقرر ہے کہ جب سچ گھر میں اپنی ماں کو یاد کر کے روتا ہے تو گھر والے کسی کھلونے سے ایسے سچے کو خوش کرتے ہیں تاکہ اُس کھلونے کے تماشے میں وہ اپنی ماں کو یاد کرنا بھول جائے۔ بعینہ اسی طرح شیطان متبع دنیا کے خوشنما کھلونے سے تُو اہوس نادان انسانوں کو اپنے حقیقی مالک سے غافل کرتا ہے لیکن عاشق صادق اس راہزن دنیا کے کھلونے کو ہرگز قبول اور منظور نہیں کرتے خواہ وہ اپنی جھنکار سے انہیں اپنی طرف ہزار راغب کرے وہ اپنے مالک اور مادرِ حقیقی کو پکارتے ہی رہتے ہیں۔

الف اللہ صبح کیتو سے جاں چکیب عشق اگو ہاں ہو
رات دہاں دیوے تا نکیرے ہر دم کرے اگو ہاں سو ہاں ہو
اندر بھاتیں اندر بالن اندر دے وچ دھواں ہو
شہر تھیں نزدیک لہو سے (حضرت بابو) جاں عشق کیتو سے ہاں ہو

شرح حضورؐ فرماتے ہیں جس وقت ہم نے اللہ کا نام صبح کر کے پڑھ لیا۔ اور اس کے ذکر میں محو ہو گئے۔ تو اس کے آگے ہمیں مسیٰ یعنی اللہ تعالیٰ کی ذات جلوہ گر ہو گئی۔ اور اُس کے دیدہ پُر انوار کے بعد اُس کے جمال لایزال سے عشق ہو گیا۔ اور یہی شوق اور عشق ہمارے راہ سلوک اور طریقت کا راہنما اور وسیلہ بن گیا۔ اور دن رات ہمارے اہ وصل کی منزل میں

کرنا ہے۔

کعبہ مقصود اگر باشندہ اراں سالارہ نیم گاہم نباشد شوق چوں ابر شود
اس آتش عشق کا کسی بشر کو پتہ نہیں لگتا۔ اس کے شعلے اور دھواں عاشق کے سینے اور دل میں مغبی اور محفوظ رہتے ہیں۔ آخر میں فرماتے ہیں کہ جب ہم نے عشق کو اپنا راہبر بنایا تو ہم نے اپنے معشوقِ حقیقی کو شاہرگ سے نزدیک پالیا۔

ازل ابدنوں صحیح کیتو سے دیکھ مت شے گزے ہو
چو داں طبق دے اندر جھتے آتش لائے ہجرے ہو
جہاں حق حاصل نہ کیا او دو ہیں جہاںیں اُجرے ہو
عاشق غرق ہوئے وچ وحدت ربے (حضرت بابو) دیکھ نہ اندھے ہو

شرح۔ فرماتے ہیں کہ ہم نے مقامِ ازل اور مقامِ ابد دونوں کو صحیح طور پر دیکھ کر سب ماضی اور مستقبل کے واقعات معلوم کر لئے ہیں۔ اور یہ سب مقامات ازل، ابد، دنیا اور عقبے بلکہ چوداں طبق عارف کے دل کے اندر ہیں۔ آگے فرماتے ہیں کہ جن لوگوں نے خالق اور مالکِ حقیقی کو نہ پایا اور ازل، ابد، دنیا اور عقبے کے نظاروں اور مخلوق کی محبت میں پھنس گئے وہ دونوں جہان سے خالی اور محروم ہو گئے۔ آخر میں فرماتے ہیں کہ عاشقانِ الہی کی پہنچ اور ہمت دیکھ کہ وہ سب کچھ قربان کر کے اس کی ذات میں محو اور فنا ہو جاتے ہیں۔

آدھی لعنت دنیا تائیں تے ساری دنیا داراں ہو
جیں راہ مولے دے خرچ نہ کیتی لیس غصب یاں ماراں ہو
پیواں کولوں پتر کو ہا دے پھٹ دنیسا مکاراں ہو
جہاں ترکِ نیادی کیتی (حضرت بابو) لیس باغ بہاراں ہو

شرح جنور فرماتے ہیں کہ دنیا پر خدا کی آدھی لعنت ہو اور اس کے قبول کرنے والے پر ساری لعنت ہو جو لوگ دنیا جمع کر کے راہ خدا میں خرچ نہیں کرتے ان پر عالم برزخ میں اور قیامت کے روز اللہ تعالیٰ کی مار پڑے گی اور انہیں سخت عذاب دیا جائے گا جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ وَالَّذِينَ يَكْنِزُونَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يَنْفِقُونَ هَآفِي سَبِيلِ اللَّهِ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ أَلِيمٍ ترجمہ جو لوگ سونا اور چاندی جمع کر کے خزانے بناتے ہیں اور اسے راہ خدا میں خرچ نہیں کرتے۔ انہیں دردناک عذاب کی خوشخبری دے دو کہ وہ دہم و دنیا را اور روپے پیسے دوزخ کی آگ میں لال اور گرم کیے جائیں گے اور ان سے ان کے جہول کو چاروں طرف سے داغ دیا جائے گا۔ دنیا کے فتنے فساد اور ظلم و ستم آئے دن دیکھتے ہیں کہ دنیا کی محبت میں باپ بیٹے کو اور بھائی بھائی کی گردن مارتا ہے جو دنیا کو ترک کر دیتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کے قرب و وصال بہشت میں داخل ہو جاتا ہے۔

اے دنیا زن حیض بلیتی ہرگز پاک نہ تھیوے ہو
جس فقر گھر دنیا ہووے لعنت اُس دے جیوے ہو
حُب دنیا دی رب نہیں موڑے ویلے فکر کھیوے ہو
سُطلاق دنیا نول دیے (حضرت بابو) جسے کس کھیوے ہو

شرح۔ اپنی کتابوں میں اکثر جگہ حضرت سلطان العارفينؒ نے دنیا کی بہت مذمت اور تنکایت فرمائی ہے واقعی اللہ تعالیٰ کے راستے میں دنیا سے زبردست راہزن اور کوئی نہیں ہو سکتا چنانچہ حدیث میں آیا ہے حُبُّ الدُّنْيَا أَمْسُ كُلِّ خَطِيئَةٍ وَذَلِكَ لِأَنَّ الدُّنْيَا أَمْسُ كُلِّ عِبَادَةٍ ترجمہ یعنی دنیا کی محبت تمام برائیوں کی جڑ ہے۔ یہاں آپ دنیا کو حیض کی پلیدی سے تشبیہ دے کر فرماتے ہیں کہ عاینہ عورت کا جب تک حیض جاری ہے وہ ہرگز پاک نہیں ہوتی ایسی حالت میں اس کی کوئی طاعت اور عبادت قبول نہیں ہوتی بلکہ اگر وہ حالت حیض میں عبادت کرے تو

الٹا نگار ہوتی ہے۔ اسی طرح دنیا کی محبت جس شخص کے دل میں ہو اُس کی طاعت اور عبادت وجہ قبولیت کو نہیں پہنچتی کیونکہ دنیاوی خیالات کے کتنے ہر وقت اس کے دل میں دوڑتے رہتے ہیں۔ ایسے دل میں اللہ تعالیٰ کا ذکر فکر ہرگز جاگزیں نہیں ہوتا۔ یہاں اس بیت میں دنیا کو حیض کے خون سے تشبیہ دی گئی ہے حضرت سلطان العارفينؒ نے اپنی کتابوں کے اندر آیت قُلْ مَتَاعُ الدُّنْيَا قَلِيلٌ کی تفسیر اور تعبیر توں بھی فرمائی ہے کہ ایک آیت میں لفظ قلیل کے قاف کو مسطور یعنی زیر سے قلیل پڑھا جاتا ہے۔ اور قلیل اس پارچہ خون آلودہ حیض کو کہتے ہیں جسے عورتیں حیض کے دنوں میں اپنی شرمگاہ پر باندھا کرتی ہیں تاکہ دوسرے کپڑے اس خون سے محفوظ رہیں۔ دوسرے مصرع میں فرمایا ہے جس شخص کے گھر میں دنیا ہو۔ اور وہ فقر کا دعویٰ کرے۔ اس کی زندگی پر لعنت ہے۔

ایمان سلامت ہر کوئی منگے اے عشق سلامت کوئی ہو
منگن ایمان شرماون عشقوں میرے دل نوں غیرت ہوئی ہو
جس منزل نوں عشق پہنچاوے ایمان نوں خبر نہ کوئی ہو
میر عشق سلامت لکھیں (حضرت بابو) ایمان نوں دل دل دھڑائی ہو

شرح۔ جنور اپنے زمانے کی حالت بیان فرماتے ہیں کہ اس زمانے میں ہر شخص کی زبان پر ہے کہ اللہ ایمان کی سلامتی دیوے لیکن آج کل تو یہ حالت ہے کہ ہر شخص دنیا کی سلامتی چاہتا ہے دین اور ایمان کی سلامتی کا کلمہ محض رسمی اور زبانی طور پر ادا کیا جاتا ہے جنور اپنے زمانے کے لوگوں کو خطاب فرماتے ہیں کہ ہر شخص ایمان کی سلامتی چاہتا ہے لیکن عشق کی سلامتی کوئی شخص طلب نہیں کرتا اس لئے لوگوں کے اس سوال پر مجھے غیرت آتی ہے۔ کہ لوگ ایسا نہ آؤ معمولی سوال کیوں کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے سوائے اللہ تعالیٰ کے قرب و وصال اور دیدار کے اور کچھ نہیں طلب کرنا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ ہمارا عشق اور محبت سلامت

رکھے ہمارا ایمان اور بہشت کو دور سے سلام ہے۔ کہتے ہیں ایک دفعہ حضرت رابعہ بصری رحمۃ اللہ علیہا حالت مستی کے اندر ایک ہاتھ میں کچھ پانی اور دوسرے ہاتھ میں آگ اٹھائے ہوئے جا رہی تھیں کسی نے سوال کیا کہ اے رابعہ یہ کیا حال ہے اور یہ آگ اور پانی کہاں اور کیوں اٹھا کر لے جا رہے ہو۔ آپ نے فرمایا کہ اس پانی سے دوزخ بجھانے اور آگ سے بہشت جلانے جا رہی ہوں کیونکہ یہ دونوں چیزیں لوگوں کو اللہ تعالیٰ سے روکے ہوئے ہیں لوگ دوزخ کے خوف اور بہشت کی طمع پر عبادت اور طاعت کر رہے ہیں تاکہ یہ دونوں نہ رہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کی عبادت محض اللہ کے لئے کی جائے۔ یہ مقام عاشقان الہی کا ہے۔ یہ مقام ایمان کی منزل سے بالاتر ہے جیسا کہ آیا ہے کہ **الْإِيمَانُ بَيْنَ الْخَوْفِ وَالرَّجَاءِ** یعنی ایمان صرف دوزخ کے خوف اور بہشت کی امید کے درمیان ہے لیکن عشق کی منزل کچھ اور ہے جیسا کہ کسی نے فرمایا ہے۔

جس کا عمل ہو بے غرض اُس کی جزا کچھ اور ہے بادہ و جام سے گزر کر و خیم سے گزر اسی لئے حضورؐ فرماتے ہیں کہ لوگ ایمان طلب کرتے ہیں لیکن عشق مانگنے سے شرماتے ہیں۔ مجھے اُن کے اس ناچیز اور ناکارہ سوال سے غیرت آتی ہے کیونکہ جس مقام پر عشق پہنچاتا ہے ایمان کو اُس کی خبر بھی نہیں ہے۔

حساب صد ہزار عاقل بمشربہ گدزدیک دم حساب یکدم عاشق بصدِ محشر نے گنجد

اے تن میرا چشماں ہو دے میں دلبر و کچھ نہ رجاں ہو
لوں لوں دے مڈھ لکھ لکھ چشماں اک کھولاں اک کجاں ہو
انیاں ڈٹھیاں مینوں صبر نہ آوے میں ہو رکتے دل بھجاں ہو
دلبر او دیدار ہے مینوں (حضرت بابا) لکھ کر وڑاں حجاں ہو

شرح اکثر دیکھا گیا ہے کہ ایک مخلوق معشوق کی محبت میں انسان عقل اور شعور کھو بیٹھتا ہے

اور جان و مال اور نام و ناموس غرض ہر چیز کی بازی ایک مجازی معشوق کے عشق میں لگا بیٹھتا ہے چنانچہ معنوں و لیلیٰ اور فریاد و شیریں وغیرہ کے قصے شاہد ہیں۔ اور آج بھی عشق مجازی کے دیوانے دنیا میں ایسے دیکھنے اور سننے میں آئے ہیں کہ انہوں نے ایک معمولی انسان کے عشق میں تاج اور تخت اور دنیوی دولت اور بڑی بھاری عزت کو خیر باد کہہ دیا ہے اور یہ بات مسلم ہے کہ تمام مخلوق جن و انس اور نور و غلماں اور ملائکہ و روحانیوں میں جو حسن و خوبی کا فرما اور جلوہ نما ہے۔ وہ خالق مالک و محبوب حقیقی کے حسنِ لم یزل و لازوال غیر مخلوق کے کائناتِ حسن کا ایک ذرہ اور بحرِ ناپیدائیدار کا ایک قطرہ ہے جو تمام عالمِ غیب و الشہادت کے لطیف و کثیف اور ظاہری و باطنی حسین و جمیل مخلوق میں تقسیم کیا گیا ہے۔ غرض غیر مخلوق حسنِ جمال عقل و فہم سے بالاتر ہیں کسی نے اس بارے میں کیا خوب کہا ہے۔

اُس کے حیرم نازیں عقل و خرد کو کیا دخل
جس کے حریمِ حسن کا ذرہ جہانِ ناز ہے

اب اگر کسی سعادت مند اور خوش قسمت انسان کو اُس محبوب حقیقی کے ذاتی دیدار کا ایک شمع نظر آجائے تو اس کے جذبہ عشق اور ولولہ اشتیاق کا کیا عالم ہوگا۔ حضرت سلطان العارفینؒ نے اس بیت کے اندر اپنے جذبہ عشق حقیقی کا مظاہرہ کیا ہے چنانچہ فرماتے ہیں کہ اگر ہمارے جسم کے ہر ذرے اور ہمارے ہر ہر بال کے نیچے لاکھوں آنکھیں پیدا ہو جائیں۔ اور ان تمام آنکھوں سے ہم اپنے محبوب حقیقی کو بار بار دیکھیں تب بھی ہمارا دیدار کا پیا سا دل صبر اور قرار نہیں پکڑے گا۔ لوگ خانہ کعبہ جا کر اس محبوب حقیقی کے گھر کا طواف اور دیدار کرتے ہیں لیکن اس صاحب خانہ اور معشوق حقیقی کا دیدار ہمارے لئے لاکھوں کروڑوں جہنوں سے بہتر ہے جیسا کہ کسی سالک نے فرمایا ہے۔

طواف کعبہ کن حاجی مراد کوئے او بگزار
کہ حج اکبر عاشق طواف کوئے دلدار است

لذیف ب

۱۱
 باہو باغ بہاراں کھڑیا نرگس ناز نرم دا ہُو
 دل ورج کعبہ صبح کیتو سے پاکوں پاک پر م دا ہُو
 طالب طلب طواف تمامی حُب حضور حرم دا ہُو
 گیا حجاب تھیو سے حاجی (حضرت باہو) اللہ بختیارہ کرم دا ہُو

شرح۔ اس بیت میں حضورؐ نے اپنی کلامِ بلاغت نظامِ کمال عمدہ مظاہر فرمایا ہے۔ حضورؐ فرماتے ہیں کہ فقیر باہوؒ کے دل کے باغ میں بہار کا موسم آگیا ہے اور دل کے نرگس نے خوابِ ناز کے نرم بستر سے آنکھ کھول لی ہے اور ہم نے اپنے دل کی وسیع باطنی کائنات میں پریم اور محبت کے پاک ترین کعبہ کو پایا ہے جہاں حرمِ حضور کے حُب میں طالبانِ الہی ہر وقت طواف کرتے ہیں۔ اور اس کی شمعِ جمال پر پروانہ وار مرتے ہیں۔ اس باطنی نوری حضورؐ کی حج کی ادائیگی سے ہمارے اور محبوبِ حقیقی کے درمیان تمام مجبِ حجاب دور ہو گئے ہیں۔ اور اس محبوبِ انبی نے ہم پر اپنے شرفِ دیدار کا کرم فرمادیا ہے۔ اور ہم حاجی بے حجاب بن گئے ہیں حضرت سلطانِ العارفینؒ کا یہ بیت آپؐ کی کتابوں کی تحریر سے بالکل ملتا جلتا ہے۔ چنانچہ فرماتے ہیں کہ عام لوگ خانہ کعبہ کا طواف کر کے اور دوسرے مناسب حج ادا کر کے بزعمِ خود توجج کا ثواب کھالتے ہیں حاجی ثواب کھالتے ہیں لیکن اصلی باطنی کمالات حج سے بالکل خالی ہاتھ واپس آتے ہیں لیکن خاصانِ درگاہِ الہی جب اللہ تعالیٰ کے باطنی حرمِ حضور میں پہنچتے ہیں۔ اور اس کے عریاں اور بے حجاب شرفِ دیدار سے مشرف ہوتے ہیں۔ تو حاجی بے حجاب کھلتے ہیں۔ سو حاجی ثواب اور حاجی بے حجاب اور حاجی کرم میں بڑا فرق ہے۔

۱۲
 بغداد شہر دی کیا نشانی جتھے اُچیاں لمیاں چیلال ہُو
 تن من ساڈا پرنے پرنے جیوں درزی دیاں لیراں ہُو
 انہاں لیراں دی گل کھنی پا کے رلساں سنگ فقیراں ہُو
 گر گڑھ بغداد دے ٹکڑے منگساں (حضرت باہو) کرساں میراں میراں ہُو

شرح معلوم ہوتا ہے یہ پنجابی ابیات حضرت سلطانِ العارفینؒ کے ابتدائے طلب کے زمانے کے بنائے ہوئے ہیں جب آپؐ مرشدِ کامل کی طلب میں پہلے پہل حضرت شاہ حبیب صاحب گیلانی سید جو حضرت محبوب سبحانی قدس اللہ سرہ العزیز کی اولاد میں سے ہوئے ہیں انہوں نے شور کوٹ کے قریب ایک گاؤں آباد کیا۔ اور اس کا نام بغداد رکھا۔ اور گڑھ بغداد کے نام سے آج تک مشہور ہے حضرت سلطانِ العارفینؒ کا ان کی خدمت میں حاضر ہونے کا حال مناقبِ سلطانی میں موجود ہے اس زمانے میں اس شہر گڑھ بغداد کے اندر اونچے نیچے چلنے کے درخت تھے جو پنجاب کا عام درخت ہے یہاں بغداد سے مراد عراقِ عرب کا بغداد شریف نہیں ہے جہاں حضرت محبوب سبحانی قدس سرہ کامر از مقدس ہے کیونکہ وہاں سوائے کھجور کے اور کوئی درخت نہیں ہے۔ اور حضورؐ کے بغداد شریف جانے کا کتابوں میں کوئی ذکر نہیں ہے۔ گو عوام آج تک اسی غلطی میں مبتلا ہے ہیں کہ اس سے مراد بغدادِ عراق و عرب ہے۔ چونکہ آپؐ اوائلِ عمر میں شوق و محبتِ الہی سے معمور اور پاک معصوم دل لے کر گڑھ بغداد میں حضرت حبیب شاہ کی خدمت میں حاضر ہوئے تھے لہذا فطرتاً آپؐ کو وہاں کی ہر چیز بھلی اور مرغوب نظر آئی۔ اور وہاں کے اونچے نیچے چلنے کے درخت نہایت دلربا اور دلکش معلوم ہوئے۔ اس لئے آپؐ کی زبان گوہرِ فشاں پر وہاں کے درختوں کی تعریف جاری ہو گئی۔ اور سید حبیب شاہ صاحب کے تلمیذ مشق و تجوید پر آپؐ کی توجہ اور نظر اپنے جسم و تن کی ترکیب اور ساخت کی طرف منحطف ہوئی جیسا کہ

حضورؐ نے اس بیت میں فرمایا ہے کہ انسان کا تن اور بدن ایک غصری کرتے کی طرح ہے جو مختلف کپڑے کے ٹکڑوں اور پڑیوں سے قننا و قدر کے درزی نے جوڑ کر سیا اور تیار کیا ہے چنانچہ اپنے جسم غصری کی گوڈری اور کھنی لے کر اللہ تعالیٰ کی طلب اور تلاش میں نکلنے اور فقیروں اور درویشوں کے ساتھ شامل ہونے اور مرشدِ ربی کے شہر کے گدا کے ٹکڑوں پر گزارا وقت کرنے اور حضرت پیر و متکیہ محبوب سبحانیؒ کے نام مبارک میراں میراں کے ورد کو اپنا سرمایہ اور سامان بنانے کا ذکر اس بیت میں آفرماتے ہیں۔ اور ان کو اللہ تعالیٰ محبوب حقیقی پہنچنے کا ذریعہ اور وسیلہ خیال کرتے ہیں حضورؐ اپنی کتاب میں فرماتے ہیں کہ یہ فقیر تین سال تک مرشدِ کامل کی طلب میں پھرتا رہا ہے چنانچہ اس طویل عرصے میں اُس زمانے کے مختلف بزرگوں کی خدمت میں حاضر ہوئے جن میں سے ایک سید صیب شاہ صاحب بھی ہوئے ہیں۔ نیز حجرہ شاہ تقیم صاحبؒ کے ایک قادری بزرگ حضرت عبدالقادر ثانی صاحبؒ کی خدمت میں حاضر ہونے کا ذکر بھی کتاب گنج الاسرار میں مذکور ہے لیکن آخر آپؐ کو اصلی حقیقی ذات فیض حضرت پیر محبوب سبحانیؒ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ العزیز کی جناب سے اور حضرت رسالت مآب حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ سے حاصل ہوا ہے۔ اور اہل بیت پاکؑ کے گھرانے سے آپؐ کو یہ شرف ملا ہے۔

بے ادباں نہیں سارا دبی نال غیلاں دے سانجھے ہو
جہڑے تھال مٹی دے بھانڈے کدی نہ ہوندے کاںجھے ہو
جہڑے مڈھ قدیم دے کھیرے ہون کدی نہ ہوندے رانجھے ہو
جیں دل حق حضورؐ نہ منگیا (حضرت باہوؒ) گئے دوہیں جہانیں رانجھے ہو

شرح۔ اس بیت میں تہی دستانِ قسمت اور اشقیاءِ زلی کی طرف اشارہ ہے کہ جنہیں خواہ ہزاروں پند و نصیحت کی جلے اور خواہ بے شمار کشف و کرامات اور معجزات دکھائے جائیں

وہ کور چشم نہ دنیا میں اللہ تعالیٰ کی معرفت قرب و مشاہدہ اور وصال کے قائل ہو سکتے ہیں اور نہ اولیاء اللہ کے تلقین و تعلیم اور ان کی توجہ اور اثر کو قبول کرتے ہیں۔ اس لئے وہ انبیاء اور اولیاء کو اپنے برابر سمجھتے ہیں۔ اور ان کا کسی قسم کا ادب اور تعظیم ملحوظ نہیں رکھتے۔ بلکہ اُلٹا منکر ہو کر ان کی بے ادبی اور شکایت کرتے ہیں۔ ایسے لوگ دونوں جہان کی نعمتوں سے خالی اور تہی دست جاتے ہیں۔ ان کی مثال ایسے مٹی کے برتنوں کی سی ہے جو آزمائش کی تھوپی سی گرمی اور چوٹ کی تاب نہ لا کر ٹوٹ جاتے ہیں۔ اور ان پر اللہ تعالیٰ کے نام کی قسم نہیں چڑھ سکتی۔ ایسے لوگوں کی مثال عاشقانِ الہی کے مخالفین کھڑوں کی طرح ہے کہ وہ لانجھے کبھی نہیں ہو سکتے۔

دیں چن گل بے خار کس نہ چیدا رے چراغِ مصطفویٰ باشرارِ بولہبی است
حسنِ زلفِ بلالؓ از جہشِ صہیبؓ از رومِ ز خاکِ مکہ ابوہبلؓ ایں چہ بولہبجیست
تہی دستانِ قسمت! اپنے سودا زہرِ کمال کہ حضرت آدابِ حیواں تشنہ مے آرد سکندرا
باجھ حضورؐ می نہیں منظور می توڑے پڑھن بانگِ صلواتاں ہو
رونے نعل نماز گذارن توڑے جاگن ساریاں اماں ہو
باجوں قلب حضورؐ نہ ہوئے توڑے کڈھن پئے زکواتاں ہو
باجھ فناء حاصل ناہیں (حضرت باہوؒ) نہ تاثیر جماعتاں ہو

شرح۔ اپنی کتابوں کے اندر حضرت سلطانِ العارفینؒ نے حضرت سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے بزمِ انوار اور مجلسِ اکرام میں دوامِ حضورؐ کی تمام منازلِ سلوک کی انتہا اور جملہ باطنی مقامات کی غایت لکھا ہے اور فرمایا ہے کہ حضورؐ بزمِ نبویؐ کے سوا باقی تمام منازل اور مدارجِ خواہ وہ ساتوں آسمانوں اور عرش و کرسی کی سیر کیوں نہ ہو۔ مقامِ حضورؐ کے لئے بمنزلہٴ زردبان اور سیڑھی کے ہے اور جن عبادتوں، طاعتوں اور مشاغل ذکر و فکر سے راہِ حضورؐ نہ کھلے وہ

سب بے فائدہ اور بے سود ہیں مثلاً نماز روزہ اور راتوں کو جاگنا اور کلاموں کے زکوٰۃ نکالنے سے اگر حضور بزم نبویؐ کی طرف راہنمائی نہ ہو تو یہ سب مشاغل تصنیع اوقات ہے ایک جگہ فرماتے ہیں کہ اگر کوئی سالک ستر ہزار سال تک طیر و سیر کر کے باطن میں پروا نہ کرنا جائے ہرگز طباطبائیؒ محمدی صلعم کو نہ پہنچ سکے گا چنانچہ کتاب تذکرۃ الاولیاء کے بایزید بسطامیؒ کے معراج میں لکھا ہے کہ انہوں نے باطن میں بڑی مدت طیر و سیر فرمائی اور ہزاروں مقام طے کیے لیکن آخر میں اُن کو خیمہ بزم نبویؐ نظر آیا۔ اور اس کی طرف پہنچنے کی ہر چند کوشش کی لیکن ناکام رہے۔ سو حضورؐ بزم نبویؐ بڑی بھاری سعادت ہے جس سے محض قادی فقیر بہرہ ور ہو سکتے ہیں۔

۱۵
بزرگی نوں گھٹ وہن لوڑھائیے ملے راج مکالا ہونو
لا الہ گل میرے مڑھیا مذہب کی لگداس لا ہونو
الا اللہ گھر میرے آیا جس آن لہ یا پالا ہونو
اسال بھر سیالہ خضروں پیتا حضرت باہو آبجیاتی والا ہونو

شرح حضورؐ فرماتے ہیں کہ بزرگی اور شائخی کے عروج و جاہ کو کسی ندی نالے میں بہا دینا چاہیے۔ اور اپنا منہ کالا اور بدنہا کر کے بیگانہ صورت اختیار کر لینی چاہیے تاکہ وجود میں آیا اور خود نمائی کا شائبہ تک باقی نہ رہے جیسا کہ حضورؐ اپنی کتاب میں فرماتے ہیں۔

تا تو انی خویش را از خلق پوشش عاشقان کے مے بوندیاں خود فروش
دوسری جگہ فرماتے ہیں۔

از دروں شو آتشا و از بروں بیگانہ دش مے بود اند بھلا کم اس چنیں زیاروش
نیز فرماتے ہیں۔ ہر کسے رامی نماز و زشت رو

پھر فرماتے ہیں کہ لا الہ الا ذلک اور لگے ہیں کہ ہم نے سب ماسویٰ کو طلاق دے دی ہے حتیٰ کہ

بہشت کی نعمتوں کی بھی خواہش اور آرزو باقی نہیں رہی۔ اب وہ مذہب جس سے بہشت کی طلب اور غرض وابستہ ہو اس سے ہمارا کیا واسطہ جیسا کہ کسی نے کہا ہے۔
اہل عقبیٰؒ سود برد و طالب دنیا زیاں گرمی بازار اور سود و زیاں میں بسوخت
پھر فرماتے ہیں الا اللہ کہنے سے ہمارا اصلی مالک اور حقیقی خاوند گھر داخل ہو گیا ہے جس سے ہماری آرزوئیں اور تمناؤں پوری ہو گئی ہیں۔ اور اب ہم محبوب حقیقی کی ذات حقیتوم کے ذاتی انوار سے منور ہو کر اس کے ساتھ خضر کی طرح زندہ جاوید ہو گئے ہیں۔

ردیف پ

۱۶
پڑھ پڑھ علم لوگ یہ بھاؤں کیا ہو یا اس پڑھیا ہونو
ہرگز مکھن ہتھ نہ آوے پھٹے دودھ دے کرٹھیا ہونو
اکھ چند وری تیرے ہتھ کی آیا تو اس انگوری پھرٹھیا ہونو
اک دل خستہ راضی رکھن (حضرت باہو) لے عبادت رہیا ہونو

شرح حضورؐ فرماتے ہیں کہ عالم لوگ علم پڑھ کر بادشاہوں کی خوشامد کرتے ہیں اور اُن سے دنیا کی متاع حاصل کرتے ہیں۔ اس علم سے کیا فائدہ ہے۔ علم کی اصلی غرض و غایت معرفت ہے اور یہی اس کا مکھن ہے جس وقت عالم شخص علم سے حصول دنیا کی نیت کر لیتا ہے تو گویا اس کے علم کا دودھ بگڑ گیا ہے جس سے معرفت کا مکھن ہرگز حاصل نہیں ہوتا ایسے بے عمل عالم کو چند وری پرند سے تشبیہ دیتے ہیں جو فصل کی کچی انگوری کو چونچ سے اکھٹ کر پھینک دیتا ہے جس سے فصل کا ستیا ناس ہو جاتا ہے اور اس کا اپنا بھی کچھ فائدہ نہیں ہوتا۔ نفسانی بے عمل عالم اپنے علم کے پودے کو پھینک دیتا تاکہ اس سے معرفت

کا پھل حاصل کرے بلکہ اُسے کئی حالت میں ضائع کر دیتا ہے ایسے عالم سے تو ایک جاہل خدمت گزار بندہ بہتر ہے جو کہ کسی کامل خستہ دل آدمی کی خدمت کر کے یکدم میں برسوں کی عبادت کا ثواب حاصل کر لیتا ہے۔

رباعی

اے عالم نادان کہ تو در علم غرق رہی نزدیک بر معبود نہ بلکہ تو دوری کشف و ہدایہ اگر امر و نہی خدائی تا خدمتِ خاصاں نہ کنی بیچ نہ دانی

پاک پلید نہ ہونے ہرگز توڑے رلے سے پلیتی ہو

وحدت دے دریا اچھلے ہک دل صحیح نہ کہیتی ہو

ہک بت خانے واصل ہوئے ہک پڑھ پڑھ رہن مستی ہو

فاضل سٹ فضیلت بیٹھے (حضرت بابو) عشق بازی جلدیتی ہو

شرح۔ جن سعادت مند لوگوں کی فطرت اللہ تعالیٰ نے روزِ ازل سے پاک کمی ہے۔ وہ دنیا میں مختلف نفسانی آلائشوں اور دنیاوی غلاظتوں میں رہتے ہوئے پاک اور صاف ہو کر نکل آتے ہیں کیونکہ وہ جب پیرِ کامل کے دریا سے وحدت میں شامل ہو جاتے ہیں تو ان کی تمام پلیدی دور ہو جاتی ہے لیکن افسوس ہے کہ ایسے دریا دنیا میں اُچھلتے اور بہتے ہیں لیکن ایک دل نہیں جو انہیں معلوم کر سکیں اور پہچان لیں اسی ازلی فطرت کے سبب بعض بت پرستوں کی آدلاد بت خاؤں کے اندر رہ کر نبی اور دلی بن کر واصل باللہ ہو گئے ہیں۔ جیسا کہ ابراہیم علیہ السلام اور کئی عالموں اور نبیوں کے گھر پیدا ہو کر اور مساجد میں رہ رہ کر گمراہ آذر کا فر ہو گئے ہیں۔ جیسا کہ نوح علیہ السلام کا فرزند۔ سو جب کسی عالم فاضل کو اللہ تعالیٰ کی معرفت کا پتہ لگ جاتا ہے تو وہ اس عشق کے قرار خانے میں علم و فضل کا داؤ لگا کر علم و فضل سے ہاتھ دھو بیٹھتے ہیں۔

پیر پھریاں جے پیر نہ جاوے اُس نوں پیر کی دھرنا ہو
جس مُرشد تھیں ارشاد نہ من نوں اوہ مُرشد کی کرنا ہو
جس ہادی تھیں ہدایت ناہیں اوہ ہادی کی پھرنا ہو
جے سرتیاں حق حاصل ہوئے (حضرت بابو) اس ہوتوں کی ڈرنا ہو

۱۸

شرح۔ حضرت فرماتے ہیں کہ جس پیر کے پکڑنے سے دل کی پیر یعنی دل کا درد دور نہ ہو ایسے پیر کی مریدی سے کیا فائدہ ہے اور جس مُرشد کی بیعت سے دل کو ارشاد اور ہدایت حاصل نہ ہو۔ اُس مُرشد کی بیعت کرنے سے کچھ فائدہ نہیں ہے اور جس ہادی سے اللہ تعالیٰ کی طرف ہدایت نصیب نہ ہو ایسا ہادی پکڑنا مناسب نہیں ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ اگر مُرشدِ کامل مل جائے۔ اور طالب ایسے مُرشد کی خدمت میں جان مال قربان کر دے اور حق حاصل کر لے تو یہ اس کے لئے سستا سودا ہے۔ اس سے ڈرنا اور جی نہیں چرانا چاہیے۔

پڑھ پڑھ حافظ کرن تکبیر ملاں کرن و ڈیا تی ہو
گلیاں دے وچ پھرن مانے و تن کت باں چائی ہو
جھٹے دیکھن چنگا چوکھا او تھے پڑھن کلام سوائی ہو
دوہیں جہان اناندے مٹھے (حضرت بابو) جہاں کھادی بیچ کملی ہو

۱۹

شرح۔ آنحضرت فرماتے ہیں کہ حافظ لوگ جب قرآن حفظ کر لیتے ہیں یا عالمِ علم حاصل کر لیتے ہیں۔ تو بس اپنے آپ کو سب لوگوں سے بہتر سمجھ کر اس حفظ اور علم پر تکبر کرتے ہیں۔ اور کسی بزرگ دلی خندار سیدہ کو خاطر میں نہیں لاتے جب وہ اللہ کی طلب اور اللہ والوں کی قدر نہیں کرتے۔ تو اللہ تعالیٰ ان کے حفظ اور علم کو بے قدر کر دیتا ہے اور سچاے

قرآن اور کتابیں اٹھائے ہوئے در بدر مارے مارے پھرتے ہیں۔ اور حفظ اور علم کو دنیا کی مستعقیل کے عوض فروخت کرتے پھرتے ہیں۔ اور یوں ہمیشہ کنگال نفس اور ذلیل و خوار رہتے ہیں جہاں اچھے پیسے ملتے ہیں وہاں بہت کلام پڑھتے ہیں۔ ایسے لوگ خسر الدنیا و الآخرة کے مصداق ہو کر نہ دین کے رہتے ہیں نہ دنیا کے اور کمانی کو پیٹ اور نفس کے دھندے میں ضائع کر دیتے ہیں۔

۲۰ پڑھ پڑھ علم مشائخ سداون کرن عبادت دوڑی ہو
اندر جھبگی پتی لٹیوئے خسہ نہیں تن توڑی ہو
مولے والے سدا سکھالے دل نوں لین ٹکوری ہو
اور کدوست نہیں ملدا حضرت باہو جہاں جگت کیتی چوری ہو

شرح حضورؐ فرماتے ہیں بعض لوگ علم پڑھ کر مشائخ اور بزرگ کہلانے کے طالب اور شائق ہوتے ہیں اور دن رات بڑی بھاری عبادت اور ریاضت کرتے ہیں لیکن ان کے دل کے سرمائے کو شیطان لوٹ رہا ہوتا ہے یعنی گو ان کا تن اور بدن عبادت اور طاعت میں مشغول رہتا ہے لیکن ان کا دل اپنے نفسانی خیالات اور دنیاوی خطرات میں مصروف ہوتا ہے اس واسطے ایسی بے حضور اور پرفتور عبادت سے کوئی فائدہ مترتب نہیں ہوتا اور شیطان ان کی کمائی کو گویا لوٹ لیتا ہے۔ لیکن مولے والے اپنے دل میں مولے کو یاد کرتے ہیں اور تصور اسم اللہ کی خفیہ عبادت میں مصروف رہ کر ظاہری رنج اور بدنی ریاضت سے فارغ ہو کر ہمیشہ چین اور آرام سے رہتے ہیں۔ آخر میں فرماتے ہیں کہ محبوب حقیقی ایسے طالب کو اپنے وصل سے بہرہ یاب فرماتا ہے جو اپنے عمل کو ہمیشہ لوگوں کی نظروں سے مخفی اور محفوظ رکھتا ہے تاکہ اس کا عمل ریا اور نمائش کے شرک خفی سے بچا رہے۔ غرض محبوب حقیقی سے وصل ہونے کے لئے طالب صادق کو تمام جہان کا چور بن کر رہنا

پڑتا ہے۔ قولہ تاملے کمن کان یرجو ایقاع ربہ فلیعمل عملاً صالحاً ولا یشرک بعبادۃ ربہ احداً۔

۲۱ پڑھ پڑھ علم ہزار کست باں عالم ہوتے بھارے ہو
اک حرف عشق دا پڑھن نہ جانن بھلے پھرن بچارے ہو
اک نگاہ جے عاشق دیکھے لکھ ہزاراں تارے ہو
لکھ نگاہ جے عالم دیکھے (حضرت باہو) کیسے نہ کدھی چلے گئے ہو

شرح حضورؐ فرماتے ہیں کہ اکثر عالم ہزار کتابیں پڑھ کر بھاری عالم بن جاتے ہیں لیکن الف الف الہی کا ایک حرف کوئی بھی نہیں پڑھ سکتے علم معرفت سے محروم اور بے بہرہ رہ جاتے ہیں۔ عالم چونکہ شنید اور سنی سنائی باتوں کے یاد ہوتے اور عاشق دید یعنی محبوب کو دیکھ کر اس کے مشتاق دیدار ہوتے ہیں۔ اس واسطے ان کی صحبت توجہ اور نگاہ میں بڑا فرق ہے یہی وجہ ہے کہ عاشق حقیقی جن کی آنکھوں میں نور دیدار ہوتا ہے۔ اگر لاکھ طالبوں کو توجہ اور نگاہ کریں تو سب کو زندہ دل عارف بنا لیتے ہیں۔ اور اپنے ذاتی نور قدیم سے منور کر دیتے ہیں۔ اور عالم بچارے اگر ایک طالب کو تمام عمر اپنی صحبت اور توجہ میں رکھیں اس کو زندہ دل نہیں کر سکتے۔

چرخ مرودہ کجا زندہ آفتاب کج
بہیں تفاوت راہ از کجاست تا بہ کجا

۲۲ پنچے محل پنچاں وچ چانن دیوا کتول دھریئے ہو
پنچے مہر پنچے پٹواری حاصل کتول بھریئے ہو
پنچے امام تے پنچے قبلہ سجدہ کتول کریئے ہو
(حضرت باہو) صاحب جے سرینگے ہرگز ڈھل نہ کریئے ہو

شرح - یہ بیت اکثر طالبوں کے بحث مباحثے کی آماجگاہ بنا رہتا ہے چونکہ اس کا مطلب اور مفہوم بہت گہرا اور پیچیدہ ہے اس لئے کسی طالب کو اس کے اصلی اور تسلی بخش معنی آج تک معلوم نہیں ہو سکے ہم ناظرین کے سامنے اس کے جو معنی پیش کرتے ہیں وہ آپ کی فارسی کتابوں کے عین مطابق ہونے کے سبب انشاء اللہ بالکل صحیح ہے حضور فرماتے ہیں کہ انسان کے جسم میں پانچ حواس خمسہ پانچ محل قائم ہیں۔ اور انہی پانچ محلوں سے انسانی گھر تعمیر ہوا ہے۔ اور ان پانچ محلوں کو چار اقسام اللہ ذات سے روشن کرنا ہے اب یہ چار اقسام اللہ ذات کس طرح، کیوں کر اور کس طرف سے ان محلوں میں کھانا جانا چاہیئے جن لوگوں نے حضرت سلطان العارفينؒ کی کتابوں کا مطالعہ کیا ہے وہ ضرور مشق و جدویہ کا مضمون پڑھ چکے ہوں گے اور آنکھوں، کانوں، زبان، ناک اور ہاتھ کی تھیلیوں وغیرہ تمام اعضاء پر اسم اللہ ذات کی مشق مرقوم کرنا جانتے ہوں گے وہاں ہر تمام پر حضرت سلطان العارفينؒ نے اس قسم کا گول دائرہ قائم کیا ہے۔

اور ہر دائرے کے اندر پانچ حواس کے مطابق پانچ اسم اللہ ذات مرقوم کیے ہیں۔ اس کا اصلی مطلب یہ ہے کہ انسانی وجود بیشمار خلیوں (CELLS) سے مرکب ہے۔ اور ہر خلیہ انسانی وجود کا ایک ماڈل اور نمونہ ہے۔ اب اگر طالب ہر اندام پر پانچ حواس کے مطابق پانچ اسم اللہ ذات مرقوم کرے۔ اور اس مقام میں طالب کا ایک نوری لطیف باطنی وجود زندہ ہو جاتا ہے جس میں ظاہری جسم کی طرح حواس خمسہ ہوتے ہیں۔

اس مذکورہ بالا مضمون سے ناظرین کو اس بیت کے اصلی مضمون کی کچھ جھلک معلوم ہوگئی ہوگی۔ اب ہر شخص جانتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر حواس سے اطاعت اور بندگی کا حصول چاہتا ہے اور اس کے حصول کے لئے اپنے فرشتے مثلاً کراماتین وغیرہ بطور مہر اور پورائی تعینات اور مقرر کئے ہیں حضور فرماتے ہیں کہ ان مختلف مہر اور پورالیوں کے ہوتے ہوئے

انسان بے چارہ کس کو اور کیونکر محسوس ادا کرے! اسی کے مطابق ہر حواس اور عضو کے لئے الگ الگ اطاعت ہے تو ہر ایک کا الگ الگ امام اور قبلہ چاہیئے اس لئے سجدہ کس طرح کرنا چاہیئے۔ آخر میں خود فیصلہ فرماتے ہیں کہ اس سے غرض یہ ہے کہ محبوب حقیقی اپنے طالب سالک اور عاشق سے سر اور جان کا طالب ہے تو اپنی جان اور سر پیش کرنے میں دیری نہ کرے۔ اس سے سارا محسوس اور حق ادا ہو جاتا ہے۔

پانا دامن ہو یا پُرانا کچرک سیموے در ز می ہو
باجھ مرتبی کسے نہ لدھی مرض اس اندردی ہو
حال دامن کوئی نہ ملیا جو طیب سو غرضی ہو
اوسے اول چاہیئے (حضرت بابو) جس تھوں خلقت ڈردی ہو

شرح حضور فرماتے ہیں کہ نفس کی اصلی اندرونی مرض خودی اور انانیت ہے اور نفس اپنی موت سے بہت ڈرتا ہے لیکن عاشق کے لئے موت میں مراد ہے۔ کیونکہ موت کے پل کو عبور کر کے عاشق اپنے محبوب سے واصل ہو جاتا ہے۔ اس لئے طالب کو اس بیت میں تلقین فرماتے ہیں کہ تن اور جسم کے پرانے پائے کڑے کو تو کب تک زبوں سے سینے کی کوشش کرے گا یعنی ڈاکٹروں اور حکیموں سے اس کا علاج معالجہ کرتا ہے گا۔ موت سے ڈرنے کے مرض کو مرشد مرتبی خوب سمجھتا ہے ہیں تو تمام عمر ایسا کامل طالب بنلا۔ جو اللہ تعالیٰ کی راہ میں ہر دھڑکی بازی لگا دے۔ سب غرض کے بندے سے ملتے رہے ہیں پس صادق مرید وہ ہے جس کی موت، جس سے خلعت ڈرتی ہے عین مراد ہو۔

پڑھیا علم تے ودھی معروری علم گیتلو ہاں ہو
بھلا راہ ہدایت والا نفع نہ کیستادو ہاں ہو

سرِ تیسال جے سر ہتھ آوے سودا ہار نہ تو ہاں ہو
وٹیں بزار محبت والے (حضرت بابو) کوئی رہبر کیسے سو ہاں ہو

شرح۔ فرماتے ہیں کہ اگر ظاہری علم روایت کو سب کچھ سمجھ کر کوئی کسی عالم اسی پر
عزہ ہو گیا۔ اور کسی مرشدِ کامل سے باطنی علم معرفت حاصل نہ کیا تو گویا اُس نے ہدایت کا
راستہ نہ پایا۔ سو اس علم اور غرور دونوں نے اُسے کوئی نفع نہ دیا۔ سو اُسے طالبِ علم اگر
علم کیا تجھے سر اور جان دے کر بھی معرفت کا سر اور بھید حاصل ہو سکے تو سودا بہت سستا
ہے اسے ہاتھ سے نہ جانے دے۔ آخر میں فرماتے ہیں کہ اُسے طالب اگر تو بزار محبت
میں معرفت کا سودا لینے داخل ہونا چاہے۔ تو سر کی نقدی تمھیں پر رکھ کر کسی مرشدِ کامل
کو اپنا دلال بنا تب تجھے معرفت کا سودا مل سکے گا۔ ورنہ خالی ہاتھ واپس آئے گا۔

ردیف ت

ترک دنیا دی جداں کیتو سے تداں فقر ملیو سے خاصہ ہو
تارک دنیا تداں ہو یو سے جداں ہتھ پو سے کاسہ ہو
دربار وحدت داتوش کیتو سے ابے بھی جی پیاسہ ہو
راہ فقر تہنجول روون (حضرت بابو) لوکاں بھانے ہاسہ ہو

شرح حضورؐ فرماتے ہیں کہ جب ہم نے دنیا کو ترک کیا تب ہمیں فقر خاصہ محمدیؐ حاصل
ہوا۔ اور تارکِ فارغِ اصلی اُس وقت ہوئے جب علاوہ ترکِ دنیا نفس کو در بدر کاسہ
گدائی لے کر پھرنے سے رُسا کر کے فنا کر دیا اور خودی کو مٹا دیا۔ اس کے صلے میں ہم نے دنیا

وحدت کا نوش کیا لیکن پھر بھی ہمارا دل اور من دیسا پیاسہ ہی رہا۔ اور اصلی فقر کا منہ ہم حد
سے بھی آگے بے یعنی اصلی فقر کا ادنیٰ شتمہ یہ ہے کہ عاشقِ فقیر محبوبِ حقیقی کے اشتیاق
میں آنسو کے بجائے آنکھوں سے خون بہائے اور لوگ اُسے دیوانہ اور مجنون سمجھ کر
آماجگاہ طعن و تمسخر بنائے رکھے۔

تکہ بٹھ توکل والا ہو مردانہ تریتے ہو
جیں دکھ تھیں سکھ حاصل ہوئے اُس دکھ تھیں نہ ڈریتے ہو
۲۶
اِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا اِحت اُسے دل دھریتے ہو
اوہ بے پردہ درگاہ ہے (حضرت بابو) اوتھے در واصل ہوتے ہو

شرح۔ تکہ گھاس بھوس کا ایک کشتی ناگٹھر اسادریاؤں کے کنارے پر رہنے والے
گھوٹا لیتے ہیں اور جہاں کشتی وغیرہ میسر نہیں آتی وہاں دُریا پار کرنے کے لئے لوگ اس
تک سے کام لیتے ہیں۔ گویہ کام خطرناک ضرور ہے لیکن ضرورت کے وقت اس سے
اللہ کے بھروسے پر کام نکل جاتا ہے۔ سو یہ تکہ توکل کے عین مترادف ہے حضورؐ فرماتے
ہیں کہ اُسے طالبِ ازندگی کے بحرِ قحار و دشوار گزار میں توکل کا تکہ باندھ کر مردانہ وار
تیرا چلا جا جس دکھ سے بعد میں سکھ حاصل ہو اُس سے ہرگز نہیں ڈرنا چاہیے۔ کیونکہ
اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں فَاِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا یعنی تکلیف کے ساتھ آسانی اور آرام
شامل ہے۔ واقعی ترکِ توکل اور صبر میں طالبِ بندی کے لئے بطور آزمائش و امتحان
تکلیف اور مصائب سے دوچار ہونا لازمی ہے۔ لیکن بعد میں اللہ تعالیٰ اُسے اس
تکلیف کا اجر اور جزا ضرور عطا فرماتا ہے جیسا حدیث میں آیا ہے۔ مَنْ كَانَ
فِي اللَّهِ تَلَفَهُ كَانَ حَقًّا عَلَى اللَّهِ خَلْفَهُ یعنی جو شخص کوئی چیز اللہ کے راستے میں
خرچ کر کے تلف کر دیتا ہے اللہ تعالیٰ پر فرض ہو جاتا ہے کہ اُسے دنیا و آخرت میں اس

تف شدہ شے کا معاوضہ اور اجر عطا فرمائے۔ آخر میں فرماتے ہیں کہ وہ ذات لا ابا لی اور بے پرواہ ہے۔ ہر حال میں اُسی کی طرف مائل اور راجع ہونا چاہیے کیونکہ سوائے اس کے کوئی چارہ کار اور جائے پناہ نہیں ہے۔

۲۷

تن من یار میں شہر بنایا دل و ج خاص محلہ ہو
آن الف دل و سوں کیستی میری خوب ہوئی تسلہ ہو
سب کچھ مینوں سپا سنیوے جو بولے سوا اللہ ہو
در دمنداں ایہ رمز چھپاتی حضرت باہو بے رداں سر کھلے ہو

شرح حضور فرماتے ہیں کہ میں نے تن اور من یعنی جسم اور دل کو ایک شہر بنایا ہے جس میں دل کا خاص محلہ ہے۔ الف یعنی اسم اللہ نے اگر دل کے محلے کو آباد کر دیا ہے جس سے مجھے خوب تسلی اور تسفی یعنی اطمینان ہو گیا ہے جیسا کہ ارشادِ ربانی ہے
اَلَا یَذِکُرُ اللّٰهُ تَطْمِیْنُ الْقُلُوْبِ ۝ یعنی خبردار اللہ تعالیٰ کے ذکر سے دلوں کو اطمینان ہوتا ہے مجھے جہاں سے جو کچھ بھی سنائی دیتا ہے سو وہ آواز اللہ ہی اللہ کا ہوتا ہے حضرت بایزید بسطامی فرماتے ہیں کہ میں تیس سال تک اللہ تعالیٰ سے ہمکلام رہا ہوں۔ لوگ سمجھتے رہے کہ ہمارے ساتھ ہمکلام ہے حضور فرماتے ہیں کہ تصور اسم اللہ ذات کی برکت سے فقیر کی ایسی حالت ہو جاتی ہے کہ وہ ہر وقت اور ہر آن میں اللہ تعالیٰ سے ہم سخن اور ہم کلام رہتا ہے۔ لیکن لوگ، جن و انس، ملائکہ اور ارواح تمام مخلوقات سمجھتی ہے کہ فقیر ہمارے ساتھ کلام کر رہا ہے یہ توجہ کا بہت اعلیٰ مقام ہے کہ تمام کائنات اور مخلوقات کے اقوال، اعمال اور احوال میں خالق جلوہ گر اور ظہور پذیر نظر آئے گا۔ لیکن یہ رمز اور بھید صرف اللہ تعالیٰ کے عاشقوں اور عارفوں کو معلوم ہوتی ہے۔ بے زور و نفسانی، رسمی، رواجی، ظاہری اعمال والوں کو سوائے سرزدی اور جسمانی تکلیف

۲۸

کے اور کچھ حاصل نہیں ہے۔
برزباں تسبیح و در دل گاؤ نحر
توڑے تنگ پڑانے ہوں گے نہ دامنہ سے تازی ہو
مارفتارہ دل و ج و ڈیا کھید چلیا یک بازی ہو
مار دلاں نوں جوں دتو نے جد دل تنگے مین نیازی ہو
انہاں نال کی ہو یا حضرت باہو جہاں یاد نہ رکھیا راضی ہو

شرح۔ اگرچہ اُس کے تنگ اور ساز یعنی زین، لگام وغیرہ پڑانے ہوں۔ اصلی تازی اور عربی گھوڑے پوشیدہ نہیں رہتے۔ ان کا کمال ظاہری لباس سے نہیں، بلکہ اپنے عمل اور ہنر سے ظاہر ہو جاتا ہے۔ عربی گھوڑا جب جنگ کا تقارہ جتا ہے تو دل یعنی فرج کے اندر گھس کر اپنی بازی، کھیل اور ہنر و کمال دکھا جاتا ہے۔ کامل فقیر یا کاری اور نمائش کا لباس نہیں پہنتے بلکہ وہ بگیا نہ لباس میں اپنی نگاہ اور نظر سے جن دلوں کی طرف دیکھتے ہیں ان کو ماسوئی سے مار کر اور فنا کر کے اللہ تعالیٰ کے ساتھ زندہ کر دیتے ہیں۔ آخر میں فرماتے ہیں کہ اے (حضرت) باہو ان لوگوں کا معاملہ کس قدر خراب اور اتر ہے جنہوں نے ایسے کامل محرم راز کو راضی اور مہربان نہ کیا۔ یعنی طالبوں کو ظاہری لباسی دوکاندار یا کارمزد سے بچنا چاہیے اور کامل کی تلاش کرنی چاہیے خواہ وہ کسی بگیا نہ لباس میں ہی کیوں نہ ملے۔

بیت

مرد آں باشد کہ باشد شہ شناس

می شناسد شاہ را در ہر لباس

سودا لینے والے گاہک کو اپنے حقیقی اور اصلی متاع سے غرض اور مطلب چاہیے۔
دوکاندار کے لباس، صورت اور دوکان کی زیب و زینت سے کیا غرض۔

۲۹ تدرول فقیر شتابی بن داجد جان عشق وچ ہارے ہو
عاشق شیشہ تے نقش مرتی جان جاناں تول والے ہو
خود نفسی چھڈ ہستی بھیڑے لہ سروں سب بھائے ہو
حضرت باہو بواج مویاں نہیں حال تھیندا توڑے سے سے مانگتا رہو

شرح فرماتے ہیں کہ طالب اُس وقت جلدی فقیر بنتا ہے جب کہ عشق کے قارخانے میں اپنی جان تک ہار دیتا ہے۔ عاشق اُس شیشے کی طرح ہے جس میں مرتی اور مالک اپنا نقش اور جمال جہاں آرا دیکھتا ہے۔ سو شیشہ اور نقش سب مالک ہے۔ سو سب کچھ اسی مالک کے حوالے کر دیوے۔ سو طالب صادق کو چاہیے اپنی خودی اور ہستی کا نکمٹا بوجھ اپنے سر سے اتار کر رکھ دیوے۔ آخر میں فرماتے ہیں کہ مرنے اور جان دینے کے سوا محبوب حقیقی کا وصل ہرگز حاصل نہیں ہوتا خواہ وہ ہزاروں لاکھوں چیلے اور رنگ ڈھنگ بناتا پھرے۔

۳۰ تسبیح دا تول کسی ہویوں مارے دم ولیتاں ہو
من وامنکا اک نہ پھیریں گل پائیں برنج ویاں ہو
دین لگیاں گل گھوٹو آوے لین لگیاں جھٹ شیاں ہو
پتھر چیت جہانڈے (حضرت باہو) اتھے ضائع و سناں میناں ہو

شرح حضور فرماتے ہیں اے طالب تو تسبیح پھیرنے کا کسی ہو کر ولی اللہ ہونے کا دم مار رہا ہے۔ حالانکہ من اور دل کا منکا یعنی دل کا دانہ کبھی نہیں پھیرا۔ اگر اللہ کی راہ میں کچھ دینے لگے تو تیرا گلا گھٹ جاتا ہے۔ خیر خیرات اور صدقات پر شیر کی طرح چھٹ پڑتا ہے۔ آخر فرماتے ہیں جن کے دل اور دماغ پتھر ہوں اُن پر بارش برسنا

ضائع ہے یعنی مرشد کی تلقین اور توجہ ضائع چلی جاتی ہے کسی ہندی مشاعرے
اسی کے مطابق فرمایا ہے۔
مالا تیری کاٹھ کی تے مسکے دیسے پو من میں گھنڈی پاپ کی تے ام چپے کیا پو

ردیف ث

ثابت صدق تے قدم اگیرے تائیں رب لہیوے ہو
لؤلؤل وچ ذکر اللہ ہر دم سپا پڑھیوے ہو
ظاہر باطن عین عیانی ہو ہو سپا سنیوے ہو
نام فقیر تنہاندا (حضرت باہو) قبر جہانڈی جیوے ہو

شرح طالب کو چاہیے کہ وہ صادق یقین ہو اور طلب مولا میں اس کا قدم آگے ہی آگے پڑے اور پیچھے کو ہرگز نہ مڑے۔ ایسے طالب کو اپنے رب کا وصال حاصل ہو جاتا ہے۔ تیسری شرط یہ ہے کہ اُس کے لؤلؤل میں اللہ تعالیٰ کا ذکر جاری ہو جائے۔ اور ذکر اللہ اس کے جسم اور بدن اور پوست میں سرایت کرے اور اُسے ظاہر و باطن ہو ہو کا ذکر عیاں طور پر سنائی دیوے۔ ایسا طالب عارف کامل ہو کر اللہ تعالیٰ کے نام سے منور ہو کر اس کے ذاتی نور سے زندہ جاوید ہو جاتا ہے۔ اس کی قبر زندہ ہوتی ہے۔ اور موت کے بعد اس کی قبر سے فیض اور برکت جاری رہتی ہے۔ اس لئے آپ فرماتے ہیں کہ کامل فقیر وہ ہے کہ موت کے بعد جس کی قبر زندہ ہو اور اس سے فیض جاری ہو۔

ردیف ج

جے دل منگے ہووے ناہیں ہوون رہا پریرے ہوو
دوست نہ دیوے دل دادار و عشق نہ واگاں پھیرے ہوو
اس میدان محبت والے ملے تاتھیرے ہوو
میں قربان تنہاں توں (حضرت بابو جہاں لکھے قدم گیرے ہوو)

۳۲

شرح - فرماتے ہیں کہ راہ عشق و محبت میں طالب کو مستقل مزاج اور ثابت قدم رہنا چاہیے۔ اور وہ جلدی فائز المرام ہونے کی آرزو میں بے تاب اور بے صبر نہ ہو۔ کیونکہ طالب جو وصل کا آرزو مند ہوتا ہے۔ اس کے لئے کافی عرصہ چاہیے کیونکہ جب میدان محبت میں طالب دوڑتے دوڑتے تھک جاتا ہے تو ضعف بشری کے سبب اس کی رفتار سست ہو جاتی ہے۔ تو محبوب حقیقی اُسے اپنے جمال کی جھلک کھاتا ہے جس سے اُس کے شوق کی آگ پھر بھڑک اٹھتی ہے۔ اور میدان طلب میں اس کے قدم مضبوط ہو کر اس کی رفتار تیز ہو جاتی ہے۔ آخر میں حضورؐ فرماتے ہیں۔ کہ ایسے طالبانِ صادق کے قربان جانیے جو آگے ہی آگے بڑھتے چلے جاتے ہیں اور واپس مڑنے کا نام نہیں لیتے۔

جے توں چاہیں وحدت رب دی کل مرشدیاں تلیاں ہوو
مرشد لطفوں کرے نظارہ گل تھیون سب کلیاں ہوو
انہاں کلیاں وچ ہک لعل ہو سی گل نازک کل پھلیاں ہوو
دوہیں جہاں انہاندے (حضرت بابو جہاں سنگیہ کیتا دوڈیاں ہوو)

۳۳

شرح - فرماتے ہیں کہ اُسے طالب اگر تو اللہ تعالیٰ کے دیائے وحدت میں داخل ہونے کا آرزو مند ہے تو مرشدِ کامل ڈھونڈ کر اس کے پاؤں کے تلوے کل یعنی اس کی جان توڑ خدمت کرتا رہے اور خدمت کا نام زبان پر نہ لا اور رات دن ماہ و سال شمار نہ کر بلکہ اپنا سب کچھ مرشد پر نثار کر کے اُسے جس طرح ہو سکے اپنے اوپر مہربان کر۔ تب مرشد خوش اور راضی ہو کر جب لطف سے باطنی نظر اور توجہ فرمائے گا تو تیرے تمام جسم اور بدن کے اندر جتنے لطائف و ترکیبوں کی طرح بند پڑے ہیں۔ وہ ذکر اسم اللہ ذات سے پھول بن کر کھل جائیں گے اور ان کی خوشبو سے تیرا جسم اور جان بلکہ تمام جہاں معطر اور معنبر ہو جائے گا۔ ان کلیوں میں ایک قلبِ کامل صنوبری بھی ہے جس میں ایک بے بہا لعل یعنی گوہر نور ذات الہی ہے باقی سب صفاتی انوار کی کلیاں ہیں۔ جو تمام کھل کر تیرے تمام وجود کو جگمگا دیں گی دونوں جہان کی نعمتیں ان سعادت مند طالبوں کے حصے میں آتی ہیں جنہوں نے اس دل کے پتھر کو دو ٹوک کر کے اس میں سے لعل معرفت نکال لیا ہے۔ تمام مذاہبِ عالم کے صوفیاء میں یہ بات مسلم ہے۔ اور ان کی کتابوں میں اس کا ذکر کیساں طور پر پایا جاتا ہے۔ کہ انسان کا جسم اور بدن ایک تالاب کی مانند ہے۔ اور اس کے عین وسط اور مرکز میں دل ایک گلِ صنوبر یا گلِ پدم کی طرح ہے۔ جو شخص اس تالاب کو تیر کر عبور کر لیتا ہے۔ اور اس گلِ صنوبر کو توڑ کر اس میں سے گوہرِ مقصود نکال لیتا ہے۔ وہ عارفِ کامل ہو جاتا ہے۔ یہاں اس مضمون کی طرف اشارہ ہے۔

جس الف مطالعہ کیستابلے دا باب نہ پڑھدا ہوو
چھوڑ صفاتی لدھس ذاتی اوہ عامال نال نہ زلدا ہوو
نفس امارہ کتر جانے نازنیز نہ دھردا ہوو
واہ نصیب تنہاندے حضرت بابو جہاں مالک لدھا گھردا ہوو

۳۴

مشرح حضور فرماتے ہیں کہ جو طالب ایک دفعہ الف کا مطالعہ کر لیتے ہیں وہ ب کا باب نہیں پڑھتے یعنی الف سے مراد اسم اللہ ذات ہے۔ اور ب کے باب سے مراد باقی تمام اسماء ہیں یعنی جو سعادت مند طالب ذاتی اسم کی چاشنی سے لطف اندوز ہو جاتے ہیں۔ وہ صفاتی اذکار اور انوار کی طرف متوجہ نہیں ہوتے۔ کیونکہ ذاتی عارف خاص الخاص لاکھوں میں سے کوئی خال خال ہوتا ہے اور صفاتی عارف عوام کی طرح جو بکثرت ہیں۔ ان سے وہ ممتاز ہوتا ہے بغیر اسم اللہ ذات اور توجہ مرشدِ کامل کے نفس آثارہ جو کالے کتے کی طرح انسان کے بغل میں بیٹھا ہے۔ وہ ہرگز زبانی ذکر و فکر اور ظاہری ریاضت کے ناز دنیا سے تابع نہیں ہوتا۔ بلکہ وہ اپنے مالک کے امر اور فرمان سے تابع اور دفع ہوتا ہے۔ وہ لوگ بہت ہی خوش نصیب ہیں۔ جن کو اللہ تعالیٰ مالک مکان مل جاتا ہے۔ وہ مالک کی طرح بچکار چکار کر نفس کے کتے کو تابع اور خاموش کر کے طالب کو اپنے دل کے گھر میں داخل کر کے اسے محرم راز بنا دیتا ہے بعض لوگ ظاہری ذکر و فکر، بدنی عبادت و ریاضت سے نفس اور شیطان کے کتے سے جو دل کے دروازے پر بیٹھا ہے لڑائی جھگڑے سے اپنا وقت ضائع کرتے ہیں۔ اس طرح وہ ہرگز تابع اور مغلوب نہیں ہوتا۔ اس کے مغلوب اور تابع کرنے کا آسان طریقہ یہ ہے کہ مالک مکان یعنی اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہو کر اسے ملنا چاہیے وہ اپنے دروازے کے کتوں کو فوراً ہٹا کر طالب کو اپنے گھر کے خلوت خانے میں بلا لیتے ہیں۔

۳۵ جیں دل عشق خرید نہ کیتا سود دل بخت نہ بختی ہو
استاد ازل دے سبق پڑھایا ہتھ دتس دل تختی ہو
برسر آیاں دم نہ ماریں جاں سر آوے سختی ہو
پڑھ توجید تھیوے واصل (حضرت بابو) سبق پڑھوسی وقتی ہو

مشرح جس دل نے روز ازل میں عشق خرید نہ کیا وہ اہل بخت اور خوش نصیب نہیں ہے ہم کو استاد ازل نے روز ازل ہی دل کی تختی ہاتھ میں دے کر عشق پڑھایا۔ اس کے ساتھ یہ ہدایت فرمائی کہ اس راستے میں جو سختی سر پر آوے خوشی سے برداشت کرے اور دم نہ مارے ہم نے توجید کا علم بھی پڑھا ہے لیکن وقتی اعمال شرعی خصوصاً نماز وقتی سے بھی غافل نہیں ہیں۔ کیونکہ تصور اسم اللہ ذات اور توحید میں استغراق دائمی نماز ہے اور نماز پنجگانہ وقتی عبادت ہے۔ سالک عارف کے لئے ہر دو کو برقرار اور قائم رکھنا لازمی ہے

۳۶ i-v-۱۱ جیں دل عشق خرید نہ کیتا سود دل درد نہ پھٹی ہو
جیں دل عشق حضور نہ من گیا سودر گاہوں سٹی ہو
اُس دل تھیں سنگ پتھر چگیں جو غفلت دل اتی ہو
ملیا دوست نہ انہاں (حضرت بابو) جہاں کیتی نہ چوڑ تری ہو

مشرح فرماتے ہیں جس دل نے عشق خرید اور حاصل نہ کیا۔ وہ دردِ الہی سے نہیں کھلتا اور محبتِ الہی سے نہیں کھلتا۔ اور جس دل نے عشق اور حضور طلب نہ کیا۔ وہ اللہ تعالیٰ کی درگاہ سے دور ہوئے۔ اس دل سے سنگ اور پتھر اچھے ہیں جو غفلت کے لٹے پڑے ہیں اور محبوب حقیقی کا ملنا تب تک ناممکن ہے جب تک کہ طالب اپنی ترقی یعنی سرمایہ سے غور مال راہ مولائیں قربان نہ کرے۔

۳۷ i-v-۱۱ جو پایکی بن عشق ماہی دے پایکی جان پلیستی ہو
ہک بُت خانے واصل ہوئے ہک خالی رہن مسیتی ہو
عشق بازی تنہاں جا لیتی جہاں سردتیاں ڈھل نہ کیتی ہو
ہرگز دوست نہ ملدا (حضرت بابو) جہاں ترقی چوڑ نہ کیتی ہو

شرح - فرماتے ہیں کہ عشق اور محبت کے بغیر جو پاکی ہے اُسے نری پلیدی نیاں کرنا چاہیے کیونکہ بعض بُت خانوں سے نکل کر واصل باللہ ہو گئے اور کئی مسجدوں میں رہ کر گمراہ ہو گئے عشق کی بازی وہ شخص لے گیا جس نے اس راہ میں سرفربان کر لیں دیر نہ لگاتی ہو۔ اُن لوگوں کو ہرگز دوست نہیں ملتا جنہوں نے اپنے سر اور مال کا سرمایہ محبوب پر نثار اور تصدق نہ کیا۔

۳۸ جیسے دل عشق خرید نہ کیستہ سودِ دل درد نہ دانے ہو
خسرے غنٹے ہر کوئی آکھے کون آکھے مردانے ہو
گلیاں دے وِج پھر نہ مانے جویں ڈنگر ڈھور دیانے ہو
باہو مردانِ مردوں دی کل تداں پوسی جدوں عاشقِ تمہیں گانے ہو

شرح - مذکورہ بالا تین چار بیت ایک ہی مضمون کے ہیں جنہیں مختلف پیرایوں میں دہرایا گیا ہے حضور فرماتے ہیں جس دل نے عشق خرید نہ کیا وہ دل نادور اور نادان ہیں ایک جگہ فرماتے ہیں جو اس راہ میں بے درد ہے وہ نامرد ہے۔ آپ فارسی کتابوں میں فرماتے ہیں طالب دنیا غنٹہ، طالب عقبے مؤنت اور طالب مولے مذکور ہے سو مونیوں کی اصطلاح میں بے درد طالب کو خسرے، غنٹے یعنی ہیچر کہا جاتا ہے ایسے لوگ اگرچہ بظاہر انسانی صورتوں میں پھرتے نظر آتے ہیں لیکن دراصل وہ حیوان اور چوچائے ہوتے ہیں۔ آخر میں فرماتے ہیں کہ مردوں اور نامردوں کی حقیقت بازاری آخرت میں کھل جائے گی جہاں عاشقوں کو سہرے اور گانے پھنائے جائیں گے۔

چھتے رتی عشق و کاوے او تھے منوں ایمان دیو یوے ہو
کتب کتباں ورد و طیفے بھی او ترچا کتیوے ہو

۳۹ باجھوں مُرشد کچھ نہ حاصل توڑے راتیں جاگ پڑھیوے ہو
مر جائیے مرن تھیں اگے (حضرت باہو) مال حاصل تھیوے ہو

شرح - فرماتے ہیں جہاں عشق ایک رتی بے دہاں اس کے عوض ہزاروں میں ایمان دے دینا چاہیے اور اگر کتابوں کا علم اور ورد و طیفے بھی اس سونے میں دینے پڑیں تو انہیں بھی بطور اتر دے دینا چاہیے۔ یہ راستہ بغیر وسیلہ مُرشد ہرگز حاصل نہیں ہوتا اور اس متاع کے سوداگر کو سر اور مال دے کر یہ گوبرگراں مایہ خرید کر لینا چاہیے۔ اس مرنے سے پہلے مر جانا چاہیے تب رب کا وصل حاصل ہو جائے گا۔

۴۰ جنگل دے وِج شیر مرلا باز پوے وِج گھر دے ہو
عشق جیاں صراف نہ کوئی کچھ نہ چھوٹے وِج زر دے ہو
عاشقاں نیند بھوک نہ کوئی عاشق مول نہ مردے ہو
عاشق سوتی جیوندے (حضرت باہو) جو رب اگے سر دھڑے ہو

شرح حضور عشق کو مختلف چیزوں سے یہاں تشبیہ دے کر فرماتے ہیں کہ عشق کی مثال شیر اور باز کی ہے اول الذکر تمام درندوں اور جانوروں پر اور ثور الذکر تمام پرندوں پر غالب اور قاہر ہے یعنی جس پر عشق مسلط ہو جاتا ہے اس کا سب کچھ چھین کر اُسے فنا کر دیتا ہے پھر فرماتے ہیں کہ عشق گویا ایک صراف کی طرح ہے جو طالب کے زہود کو عشق کے بوتے میں گلا گلا کر اس کا تمام میل اور آلائش نکال کر اُسے صاف گڈن بنا دیتا ہے۔ عاشقوں کو نہ نیند نہ بھوک ستاتی ہے۔ اور نہ کبھی عاشق مرتے ہیں آخر میں فرماتے ہیں کہ وہی عاشق زندہ جاوید ہوتے ہیں جو اپنے معشوق حقیقی کے راستے میں سرفربان کر دیتے ہیں۔

۴۱ جہاں عشق حقیقی پایا موہوں نہ کچھ الاون ہو
ذکرِ فکر و چہ رہن ہمیشہ دم نوں قید لگاؤں ہو
قلبی، رُوحی، برتری، خفی، اخفی ذکر کماؤں ہو
میں قربان تنہاں توں (حضرت بابو) بھرے ہنگامہ جگاؤں ہو

شرح - فرماتے ہیں جن لوگوں نے عشق حقیقی پایا ہے وہ ذکر کے وقت منہ سے نہیں بولتے اور زبان تک نہیں ہلاتے بلکہ وہ پاس انفاس کے ذریعے اپنے ہر سانس اور دم پر قید لگا کر دوام کا درجہ حاصل کرتے ہیں۔ ذکرِ قلبی، رُوحی، برتری، خفی، اخفی تمام لطائف سے ذکر کرتے ہیں۔ آخر میں فرماتے ہیں میں ان لوگوں کے قربان جاؤں، جو ایک ہی نگاہ سے طالب کے اندر تمام لطائف کو زندہ اور بیدار کرتے ہیں۔

۴۲ جیندے کی جان سار مویا ندی ایہہ تاں اوہ جانے جو مردا ہو
قبرال دے وچ اُن نہ پانی اتھے خرچ لوڑیندا گھر دا ہو
اک وچھوڑا ماں پو بھائییاں دوجا عذاب قبر دا ہو
واہ نصیب اُنہاندے (حضرت بابو) بھڑا چج جیاتی مردا ہو

شرح - فرماتے ہیں۔ زندہ لوگوں کو مرے ہوئے لوگوں کی کیا خبر ہے مرے ہوؤں کی خبر تو وہ جانتے ہیں جو خود مر جاتے ہیں۔ قبروں میں کھانا پینا نہیں ہے۔ وہاں اپنے گھر کی یعنی اپنے اندر اور سینے کی غذا اور خوراک کام آتی ہے۔ موت کے بعد متوفی مرنے والے کے لئے ایک تو اپنے ماں باپ بھائیوں بہنوں خولیشوں کی جلدائی کا غم اور عذاب سنا ہے دوم اسے عذاب قبر جلاتا ہے۔ آخر فرماتے ہیں خوش نصیب ہیں وہ لوگ جو زندگی میں مادی موت سے پہلے بطور موت تو اقبل اُن شہوتوں کو معنوی موت مر جاتے ہیں اور مادی موت

کے مجملہ عذابوں سے نجات پالیتے ہیں۔

۴۳ جو دم غافل سودم کا فرسانوں مُرشد ایہہ پڑھایا ہو
سُنیا سخن گیاں کھل اکھیں اسال چپت مولے ول لایا ہو
کیتی جان حوالے رب دے اسال ایسا عشق کسایا ہو
مرن تھیں مر گئے اگے (حضرت بابو) اسال تاں مطلب پایا ہو

شرح - فرماتے ہیں کہ ہم کو اپنے مُرشد ازلی حضرت محمد رسول اللہ صلعم نے یہ سبق پڑھایا ہے۔ انسان کا جو دم اور سانس یا دالہی کے بغیر غفلت میں نکلتا ہے اُس دم میں وہ کافر ہوتا ہے جیسا کہ حدیث قدسی ہے۔ اِذَا ذَكَرْتَنِي شَكَرْتَنِي وَاِذَا نَسِيتَنِي كُنْتُ نَسِيًّا یعنی جن دم تو نے مجھے یاد کیا تو گویا تو نے میرا شکر ادا کیا اور جس دم تو نے مجھے بھلا دیا تو تو نے میرے ساتھ کفر کیا یعنی میری کفرانِ نعمت کی۔ فرماتے ہیں کہ جس وقت سے اپنے مرنے کا یہ سخن اور بات سُنی۔ ہماری غفلت کی آنکھیں کھل گئیں۔ اور ہم نے یا دالہی میں اپنا خرچ اپنے مولے کی طرف پھیر لیا۔ ہم نے اس امر کی تعمیل میں اتنی سعی بلیغ کی کہ ہم نے اپنی جان تک اس امر کے لئے وقف کر ڈالی۔ آخر میں حضور فرماتے ہیں۔ جب ہم نے ذکر کو کمال تک پہنچایا اور ذکر سے مرتبہ فنا تک پہنچ کر مرنے سے پہلے مر گئے تب ہم نے اپنا مطلب اور مُراد حاصل کیا اور اپنے منزل مقصود تک صحیح سلامت پہنچ گئے۔

۴۴ جے جیوندیاں مر رہنا ہوئے تاں ولس فقیراں پایے ہو
جو کوئی سٹے گدڑ کوڑا وانگ اُوڈھی رہیے ہو
جو کوئی کڈھے گالی مندے اس نوں جی جی کرئیے ہو
گلہ الاہنبہ بھنڈی خواہی یار دے پاروں سہیے ہو

قادر دے ہتھ ڈور اساڈی (حضرت بابو جیوں لکھے سوایے ہو)

شرح فرماتے ہیں کہ فقر کا لباس وہ شخص پہنے جو مرنے سے پہلے مر جائے۔ یعنی اپنی خودی اور نفسانیت کو مٹا کر رکھ دے۔ اس کی علامت یہ ہے کہ اگر کوئی شخص اُس پر کوڑا کرکٹ اور گندگی اُچھالے اور ڈالے تو وہ اڑوڑی کی طرح اُسے خوشی سے بڑاشت کرے اور بُرا نہ مانے۔ اور اگر کوئی شخص گالی گلوچ نکالے تو اس کے جواب میں جی جی کہے بہرستم کا گلہ شکارت، ملامت اپنے مولے کی خاطر سہتا رہے۔ حضورؐ فرماتے ہیں۔ ہماری ڈور اور باگ مولے قادر کے ہاتھ میں ہے۔ وہ ہمیں جس طرح رکھنا چاہے اسی طرح رہنا چاہیے۔

جے رب نہایتیاں دھوتیاں ملدا تاں ملدا ڈوواں مچھیاں ہو
جے رب ملدا مون منایاں تے ملدا بھیداں سسٹیاں ہو
جے رب جتیاں ستیاں ملدا تاں ملدا ڈانڈا ختیاں ہو
رب نہاں نوں ملدا (حضرت بابو) نیتاں جہاں نیاں اچھیاں ہو

شرح حضورؐ فرماتے ہیں کہ بہت طالب مولے کے ملنے کے لئے اکثر ریاکارانہ عمل کرتے ہیں یعنی بعض ہر وقت وضو غسل کرتے اور کپڑے دھوتے نظر آتے ہیں اگر ان باتوں سے مولے ملتا تو مینڈک اور مچھلیاں واصل باللہ ہو جاتیں جو ہر وقت پانی میں رہتی ہیں بعض سرداڑھی وغیرہ تمام بال منڈوا کر قلندری دعوے کرتے ہیں۔ اگر محض بال منڈانے سے رب ملتا۔ تو بیٹھ بکریوں کو رب مل جاتا۔ بعض لوگ تمام عمر جتنی سستی یعنی مجرورہ کو فقیری اور درویشی کا دعوے کرتے ہیں۔ اگر یہ بات کمال میں داخل ہوتی تو خستی بل صاحب کمال ہوتے۔ آخر میں فرماتے ہیں کہ مولے کا وصل اُن کو ملتا ہے جن کی نیت صاف ہو اور اللہ تعالیٰ

کی سادرت میں غیر اغراض کو شامل نہ کرے قولہ تعالیٰ وَلَا يَسْتَرْفِعْ بِعِبَادَةِ رَبِّهِ أَحَدًا

دلایف چ

چڑھ چٹاں توں کر روشنائی تے ذکر کر بندے تارے ہو
گلیاں دے وچ پھرن نما نے لعل دے ونجارے ہو
مثلاً مسافر کوئی نہ بھیتوے لکھ جہاں توں بھالے ہو
ماڈی مارا ڈاؤنہ سالوں (حضرت بابو) آہیں آپے اڈن ہارے ہو

۴۶

شرح۔ اس بیت میں حضورؐ اپنے طلب کے زمانے کا نقشہ کھینچتے ہیں کہ آپ اللہ کی طلب اور مرشد کی تلاش میں شہر بشہر اور وہ بدہ تین سال کے طویل عرصے میں پھرتے رہے ہیں۔ اس بے یار و مددگار اور بے کسی اور غربت کی حالت میں جب کہ طالب کا کوئی ساتھی اور رفیق نہیں ہوتا۔ رات کے اندھیرے اور تنہائی میں حضورؐ محض چاند اور ستاروں کو مخاطب کر کے فرماتے ہیں۔ اے چاند تُو روشنائی کرتا رہ اور تیرے ساتھ ستارے ڈر کر رہتے جائیں۔ ہم لعل و گوہر کے خریدار بے کسوں اور بے چاروں کو گلیوں اور کوچوں کی خاک چھانٹنی نصیب میں لکھی ہوئی ہے۔ پھر مسافروں کی زبوں حالت بیان کر کے فرماتے ہیں کہ خدا کسی کو مسافر نہ کرے۔ کہ جن کو تنگے اٹھانے بھی بھاری ہوتے ہیں لیکن ان بے چاروں کو بڑے بھاری بوجھ مجبوراً اٹھانے پڑتے ہیں۔ پھر لوگوں سے خطاب کر کے فرماتے ہیں کہ اے لوگو! ہم آپ کے شہر میں کوئی رہنے سہنے اور دن گزارنے نہیں آئے ہم تو لعل و گوہر کی دکان تلاش کرنے اور اپنی متاع خریدنے آئے ہیں۔ ہم تو جنگلی پرندوں کی طرح ایک لمحہ سستانے کے لئے تمہارے شہر آئے ہیں۔ ہمیں ماڈی مارا ڈاؤنہ اور جھڑک کر نکالنے کی کیا

ضرورت ہے ہم خود یہاں سے اُڑ کر نکلنے کو تیار بیٹھے ہیں۔ آپ نے یہ بیت اپنے ابتدائی طلب کے زمانے میں اپنی محنت اور اشتیاق کے اظہار میں فرمائے ہیں۔ اور آپ کا دیوان باہو بھی اسی زمانے کی تصنیف معلوم ہوتا ہے لیکن آپ نے اپنے سلوک اور معرفت میں جو فارسی کتابیں تصنیف فرمائی ہیں وہ جملہ منازل سلوک اور معرفت طے کرنے اور اللہ تعالیٰ سے واصل ہونے کے بعد لکھی ہیں۔

چڑھ چٹاں توں کر روشنائی تائے ذکر کریں بہتیرا ہو
تیرے جہاں جن کئی سے چڑھے سانوں سبھاں باجھ اندھیرا ہو
جتنے چن اساڈا چڑھدا او تھے قدر نہیں کچھ تیرا ہو
جس دے کارن آہیں حنم گویا (حضرت باہو) یار ملے اک پھیرا ہو

شرح۔ یہ بیت بھی سابق بیت کی طرح ہے۔ چاند اور ستاروں کو مخاطب کر کے یاد فرماتے ہیں کہ اے چاند تو چڑھ اور دنیا کو روشن کرتا جا اور اے تارو تم بھی جھلکا کر ذکر کرتے رہو اور روشنی پھیلاتے رہو ہم تو تم جیسے چاند بہتیرے چڑھتے اور روشنی پھیلاتے دیکھ چکے ہیں جن کی روشنی سے ہم نے کوئی فائدہ اٹھایا اور نہ کوئی لطف آیا ہے کیونکہ ہم تو اپنے اصلی چاند یعنی محبوب حقیقی کی تلاش میں ہیں۔ اور بطور اللہ نُورُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ الخ تمام ظاہری اور باطنی عالموں کو روشن کئے ہوئے ہے ہمیں تو اس چاند کے بغیر ہر جگہ اندھیرا نظر آتا ہے۔ اس حقیقی چاند کے مقابلے میں ہمارے نزدیک تیری اے چاند کوئی حقیقت نہیں ہے۔ جس چاند یعنی محبوب حقیقی کے پیچھے ہم نے اپنا جہم گنویا ہے اور جس کی طلب میں ہم نے اپنی زندگی وقف کی ہے۔ اگر وہ یار ہم کو ایک دفعہ مل جائے تو بس کافی ہے۔

ردیف خ

خام کی جانن سار فقر دی جہڑے محرم ناہیں دل دے ہو
آب مٹی بھیں پیدا ہوئے خامی بھاندے گل دے ہو
لعل جو ابراں دی قدر کی جانن جو ہیں سوداگر مل دے ہو
ایمان سلامت سوئی لے وین (حضرت باہو) بھڑے سچ فقیراں نوں مل دے ہو

۴۸

شرح۔ فرماتے ہیں کہ خام اور کچے نفسانی لوگوں کو اصلی فقیروں کی قدر اور حقیقت معلوم نہیں ہو سکتی۔ جو محض گوشت اور ہڈیوں کے خام ڈھلچے ہیں۔ اور دل کی زندگی سے بے بہرہ اور محروم ہیں۔ وہ اصلی اور کامل و ناقص فقیروں کے درمیان تمیز نہیں کر سکتے جو خالی شیشوں اور کاچ کٹے ٹکڑوں کے خریدار ہوں۔ انہیں لعل اور جو ابراں کی کیا قدر معلوم ہے۔ ایمان سلامت دُہی لوگ دُنیا سے لے جائیں گے جو کامل فقیروں کو جا کر ملتے ہیں۔

ردیف د

در دمنداں داخون چو پیندا برہوں باز مریلا ہو
چھاتی دے وچ لائیں ڈیرا جیویں شیر مل باندا میلا ہو
ہاتھی مست سندوے دانگوں کر داپیلا پیلا ہو
اس پیلے او سو اس نہ کیجے (حضرت باہو) پیلے باجھ نہ ہوندا میلا ہو

۴۹

شرح۔ یہاں برہوں یعنی عشق کو باز، شیر اور ہاتھی جیسے زبردست اور غور بخوار جانوروں سے تشبیہ دی ہے۔ چنانچہ فرماتے ہیں کہ برہوں یعنی عشق کا مریلا اور غور بخوار باز درود مندوں کے دل کا خون بچو ستارتا ہے۔ عاشق درود مند کے سینے میں اس طرح تسلط جمالیتا ہے جس طرح شیر اپنے جنگل کے بیٹے میں بیٹھ کر تمام جانوروں کو دہاں سے بھگا کر کال دیتا ہے یا مست ہاتھی کی طرح پیلا پیلا کرتا چلا جاتا ہے۔ اور جو بھی اُس کے آگے آتا ہے اُسے اپنے پاؤں کے نیچے روندنا اور کچلتا چلا جاتا ہے لیکن عشق کے اس مست رفتار اور غور بخوار کردار کا دوسواں اور اندیشہ نہیں کرنا چاہیے۔ اور اس جنوں اور دیوانگی سے خوف نہیں کھانا چاہیے۔ اس کے بغیر محبوب حقیقی سے میلا اور وصل حاصل نہیں ہوتا۔

دودھ تے دہی ہر کوئی رڑ کے عاشق بھاہ رڑ کیندے ہو
تن چٹورا من مسدھانی آہیں نالہ سیندے ہو
دکھاں دانیر اکڈھے لکالے غماں داپانی پنیدے ہو
نام فقیر تنہاں (حضرت بابو) بھرے ہڈاں تول مکھن کدھیندے ہو

شرح۔ فرماتے ہیں کہ لوگ دودھ دہی بلوتے ہیں۔ اور اس سے مکھن نکالتے ہیں لیکن عاشق لوگ سینے کو چٹورا اور دل کو مسدھانی بنا کر آگ بلوتے ہیں۔ اور اپنی ہڈیوں سے معرفت کا مکھن نکالتے ہیں۔

دل دریا سمندروں ڈونگھے کون لال دیاں جانڑے ہو
وچ بن بیرے وچ بن جھیرے وچ بن ملاح ہانڑے ہو
چوداں طبق دے اندر جتھاں عشق تنہو وچ تانڑے ہو
فاضل سٹ فضیلت بیٹھے (حضرت بابو) جڈاں دل لگا ٹھکانڑے ہو

شرح۔ اس بیت میں دل کی وسعت اور عظمت بیان کی گئی ہے جیسا کہ احادیث سے ثابت ہے۔ قَلْبُ الْمُؤْمِنِ عَرْضُ الرَّحْمَنِ یعنی مومن کا دل اللہ تعالیٰ کا عرش ہے اور قلب کو قلمم توحید کہا گیا ہے۔ حدیث قدسی میں ہے۔ لَا يَسْتَعْنِي اَرْضِي وَلَا سَمَاءِي وَلَا كُنْ يَسْتَعْنِي قَلْبُ عَبْدِي الْمُؤْمِنِ یعنی اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں زمینوں اور آسمانوں میں نہیں سما سکتا لیکن مومن بندے کے دل میں سما جاتا ہوں۔ مذکورہ بالا بیت ان احادیث کا ترجمہ ہے یعنی مومن کا دل دریا اور سمندر سے زیادہ وسیع اور گہرا ہے۔ دلوں کی حقیقت کو کون جانے دل کے دریا اور سمندر میں برابر کشتیاں اور جہاز ہیں جن میں ملاح اور کشتی بان چلاتے ہیں۔ چودہ طبق دل کے اندر ہیں۔ اور اسی دل کے اندر اللہ تعالیٰ اپنے عاشقوں اور محبوبوں کے لئے خیمہ خلوت لگاتا ہے جب دل کی اصلیت اور حقیقت عالموں پر واضح ہو جاتی ہے تو اس کی طلب میں ظاہری علم اور فضل کو تیر باد کہہ دیتے ہیں۔

د۔ دے وچ جو دل آکھن سو دل دُور دیلیوں ہو
دل دا دور اگوہاں کیجے کثرت کول قلیلوں ہو
قلب کمال جماں جموں جو ہر جہاں جلیلوں ہو
قلہ قلب منور ہو یا (حضرت بابو) خلوت خاص خلیلوں ہو

شرح۔ فرماتے ہیں کہ اس گوشت کے لونچرے دل کے اندر جو نوری لطیف دل ہے وہ دل دیلیوں اور قیاسات کے دائرے سے دُور ہے وہ غیر مخلوق نور کا لطیف ہے جسے مادی عقل نہیں سمجھ سکتی۔ دل کا دور کثرت اور قلیل یعنی ناپ اور تول سے بالاتر ہے قلب یعنی دل جموں کے جمال اور کمال کا جو ہر جہاں اور رب جلیل کا ٹھکانہ اور جائے نزول ہے۔ آخر میں فرماتے ہیں کہ قلب کا قبلہ جب منور ہو جاتا ہے تو وہ حضرت ابراہیم خلیل کی طرح اللہ تعالیٰ کے ہر دوست کے لئے خاص خلوت گاہ بن جاتا ہے۔

جیسا کہ مولانا روم صاحب فرماتے ہیں :-

دل بدست آور کہ رج اکبر است از ہزاراں کعبہ یک دل بہتر است
کعبہ بنگاہِ خلیل آذر است دل گذر گاہِ جلیل اکبر است
دل کعبہ اعظم است بکن عالی از بقاں بیت المقدس است بکن جائے جنگراں

دین تے دنیا دو ہیں بھیناں تینوں عسل نہیں سمجھیندا ہو

دو ہیں وچ نکاح بکے دے تینوں شرع نہیں فرمیدا ہو

اگ تے پانی تھاں بکے وچ واسا نہیں کریندا ہو

دو ہیں جہان اُنہاندے منٹے (حضرت بابا ہجو جہان دعوے کیا تھیں)

شرح - فرماتے ہیں کہ دین اور دنیا گویا دو بہنوں کی طرح ہیں جو یکساں ایک آدمی کے نکاح میں نہیں آسکتیں یا اگ اور پانی کی مثال رکھتے ہیں کہ ایک برتن میں نہیں لکے جاسکتے سو جو شخص دنیا دار ہوگا وہ دیندار کبھی نہیں ہو سکتا جو شخص یہ دعوے کرے کہ دین اور دنیا مجھ پر عطا ہوئے ہیں اس کا دعوے سراسر غلط ہے جیسا مولانا روم صاحب فرماتے ہیں :-
ہم خدا خواہی وہم دنیا تے دوں ایں خیال است دھمال است جسٹوں
آخر میں فرماتے ہیں کہ وہ لوگ دونوں جہان میں خراب ہو گئے جنہوں نے فرعون بچان کی طرح دنیا پر فخر کیا اور دنیا کمانے کو زندگی کا مقصد اور غرض و غایت تصور کیا۔

دنیا گھر منافی دے یا گھر کافر دے سوہندی ہو

نقش نگار کرے بہتیرے جیویں زن خوباں دی ہوندی ہو

بجلی وانگوں کرے لسکارے سر دے اُتے جھوندی ہو

حضرت عیسیٰ دے سلاں وانگوں (حضرت بابا ہجو) ایہہ دینیاں نوں کوندی ہو

شرح حضورؐ نے اپنی کتابوں میں دنیا کی بہت مذمت فرمائی ہے اور بات بھی صحیح ہے کہ دنیا کی محبت تمام گناہوں کی جڑ اور اصل ہے جیسا کہ حدیث میں آیا ہے محبت اللہ دنیا رائے کل خطیئۃ یعنی دنیا کی محبت تمام گناہوں کا سر ہے قرآن میں اللہ تعالیٰ نے دنیا کی مذمت فرمائی اور بہت احادیث میں دنیا کی مذمت اور برائی بیان کی گئی ہے سو آپؐ فرماتے ہیں کہ دنیا کا فریاد منافی آدمی کے گھر ٹھیک بھیتی ہے اور پھلتی پھولتی ہے اور طرح طرح کے زیب اور آرائش سے اپنے آپ کو آراستہ کر کے دکھاتی ہے بجلی کی طرح سر پر کوندتی ہے اور دیکھنے والے کی آنکھوں کو خیرہ اور اندھا کر دیتی ہے اگرچہ اس کی روشنی اور چمک ایک لمحہ کے لئے ناپائدار ہوتی ہے آخر میں فرماتے ہیں کہ دنیا خونخوار اور قاتل ہے جہاں جاتی ہے قتل اور غوریزی چا دیتی ہے دنیا کے لئے باپ بیٹے کو اور بیٹا باپ کو بھائی بھائی کو قتل کر دیتا ہے دنیا میں جس قدر ظلم و ستم ہوئے ہیں یا ہوتے رہیں گے سب کا باعث اور موجب محبت دنیا ہے چنانچہ بیٹے علیہ السلام کے سونے کی اینٹوں کی طرح یہ راستہ جانے والے مسافروں کو قتل کر دیتی ہے جیسے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نسبت ایک قصہ مشہور ہے کہ تین آدمیوں نے جگہ میں تین سونے کی اینٹیں پائیں ان میں سے ایک کو بازار سے روٹی لانے کو بھیجا باقی دو نے آپس میں مشورہ کیا کہ ہونہ ہو ہم دو ہیں وہ ایک ہے جب وہ واپس آئے تو اس کو مار ڈالیں گے اس کے سونے کی ایک اینٹ بھی ہم تقسیم کر لیں گے روٹی لانے والے نے دل میں سوچا کہ ان دو آدمیوں کی روٹی میں زہر ملا دوں گا یہ دونوں زہر سے مر جائیں گے تو تینوں اینٹیں میرے حصہ میں آجائیں گی چنانچہ اس نے ان کی روٹی میں زہر ملا دی جب واپس آیا تو انہوں نے آتے ہی اس کا کام تمام کر دیا اور روٹی کھانے لگ گئے جب روٹی کھالی تو وہ وہیں مر گئے تینوں کی لاشیں اور سونے کی اینٹیں وہیں پڑی رہ گئیں بقیہ کافی طویل اور عبرتناک ہے یہاں مختصر طور پر لکھ دیا گیا ہے غرض آئے دن دنیا کی ہی کروت اور فساد ہیں اللہ تعالیٰ اس کے شر سے بچائے۔

۵۵ دل تے دفتر وحدت والا دایم کریں مُطالعہ ہو
ساری عمر بڑھیاں گزری وچ جہل دے جالیا ہو
اِکُو اِسْم اللہ دا دیکھیں ایہو سبق کمالیا ہو
دوہیں جہان غلام اُنہان دے (حضرت بابو جین دل اللہ سنبھالیا ہو)

شرح - اس بیت میں ظاہری اور باطنی علوم کا مقابلہ کیا گیا ہے اور طالبوں کو ہدایت کی گئی ہے کہ اَلْعِلْمُ نُفُتَةٌ وَکُنْتُ نَهْا لِدَجْعَالٍ یعنی اصل علم ایک نُفُتہ اور حرف ہے۔ یعنی اسم اللہ کا علم اور معرفت کا علم ہے۔ اور باقی علم کی کثرت جاہلوں کے لئے ہے۔ حضرت مجھے شاہ فرماتے ہیں :-

علوم پس کریں اوتے یار اِکُو حرف تیرے درکار
جس نے اللہ کو پہچان لیا سارا علم اس کے سینے میں سما گیا۔ غرض علم روایت اور علم ہدایت اور علم اقرار الگ ہے اور علم تصدیق الگ، علم جز اور عقل جزوی علیحدہ ہے اور علم کل اور عقل کل علیحدہ ہے۔ علم زبانی اور علم ربانی اور ہے جیسا کہ سورۃ کہف میں اللہ تعالیٰ خضر علیہ السلام کے حق میں فرماتے ہیں کہ عَلَّمَناهُ مِنْ لَدُنَّا عَلِمًا یعنی ہم نے اس کو اپنی طرف سے علم سکھایا تھا۔ اس بیت میں علم ظاہری اور باطنی کا فرق اور امتیاز بتایا گیا ہے۔

۵۶ دردمنداں دیاں دکھ دے دھوئیں بن ردول کوئی نہ سیکے ہو
انہاں دھواندے تا تکھیرے محرم ہو دے تاں سیکے ہو
دھروں تم شیر کھڑا ہے سر تے ترس پس تاں تھیکے ہو
سر پر پاہوئے جانا ہی کڑیے (حضرت بابو) اتھے رہن دینے پیکے ہو

شرح - فرماتے ہیں کہ عاشقوں کے درد مند دلوں کی آگ سے جو دھواں سانس کی راہ منہ سے نکلتا ہے۔ اُسے دُہی دل اخذ اور برداشت کرتا ہے جو عشق کے درد سے درد مند اور محرم راز ہو نفسانی مُردہ دل لوگ اس سے بالکل بے خبر ہیں۔ اس عشق کے رد کی ادنیٰ مثال یہ ہے کہ جیسے کوئی جلاؤ گردن اڑانے کے لئے تلوار نکالے ہوئے سر پر کھڑا ہو اور عشق کی یہ تلوار ہر وقت عاشق کے سر پر پھنکتی رہتی ہے۔ سچی کہ معشوق کو ترس آئے اور عاشق کو اپنے وصل سے بہرہ ور کرے۔ اور اس بجر اور فراق کی تلوار کو نیام میں ڈالے آخر میں فرماتے ہیں ہر عاشق کو دُہن کی طرح اپنے دُلہا محبوب جھینگی اور اپنے مولے کے حضور میں جانا فزوی ہے۔ ساہوئے یعنی خسر اور خاندکے گھر سے مراد دارِ آخرت میں اپنے مولے کے پیش ہونا اور پیکے یعنی ماں باپ کے گھر سے مراد دُنیا کا گھر ہے۔

۵۷ دُنیا ڈھونڈھن والے کتے در در پھرن جیہ رانی ہو
ہڈی اُتے ہو دتھنساں دی لڑدیاں عمر و ہانی ہو
عقل دے کوتاہ سمجھ نہ جانن پیون لوڑن پانی ہو
باہجوں ذکر لے دے (حضرت بابو) کوڑی رام کہانی ہو

شرح - فرماتے ہیں کہ دُنیا کے طالب کتے کی طرح ہیں جو ہڈی کی طلب میں در در حیران اور پریشان ہو کر پھرتے ہیں۔ اور ہڈی پر جہاں ان کی مٹھ بھیر ہو جاتی ہے تو ایک دوسرے سے جھگڑتے ہیں۔ اور ایک دوسرے کو کاٹتے ہیں اور نوچتے ہیں آئے دن ہم دیکھتے ہیں کہ دُنیا داروں کی تمام عمر لڑتے جھگڑتے گزر جاتی ہے دُنیا کی مثال کھارے پانی کی طرح ہے۔ اور دُنیا کا طالب نادان مستسقی کی طرح ہے کہ جتنا زیادہ پیتا ہے اتنا زیادہ پیاسا ہوتا ہے۔ اور اس کی پیاس بڑھتی جاتی ہے کبھی بھجنے میں نہیں آتی۔ اور اس کے تشہ مستسقی دل کو کبھی اطمینان نصیب نہیں ہوتا۔ آخر میں اس کا علاج فرماتے ہیں کہ ہاں

اس کا علاج اپنے رب کا ذکر ہے جس سے بطور ارشاد ربانی لَا یَذِیْبُ کُرْاٰلِلّٰہِ تَطْمِیْنُ الْعُقُوْبِ
صرف اللہ تعالیٰ کے ذکر سے ہی دلوں کی پیاس بجھ جاتی ہے۔ اس کے بغیر سب کام کہانی
اور تصنیع اوقات اور محض خاک رانی ہے۔ اللہ بس ماسوا اللہ موس۔

درد اندر دا اندر ساڈے باہر کراں تاں گھبائل ہوو
حال اسدا اکیونکر جانن جو دُنیا اتے مائل ہوو
۵۸ بحرِ سمندرِ عشقے والا ہر دم رہند ا حائل ہوو
پہنچ حضور آسان نہ (حضرت باہو) رہ نام او سے داسیائل ہوو

شرح حضور فرماتے ہیں کہ عشق کا جو درد ہمارے اندر ہے اگر اسے ظاہر کریں
تو ایک دُنیا گھبائل ہو جائے گی۔ نفسانی لوگ جو دُنیا پر مائل ہوں وہ ہمارا حال کیا جانیں عشق
کا بحرِ سمندر ہمارے دلوں میں ہر وقت ٹھاٹھیں مارتا ہے جیسا کہ خواجہ حافظ صاحب فرماتے ہیں
شبِ تابیک ہم موج و گردابے چنیں حائل کجا داند حال ماں بکسار ان ساحل ما
آخر میں فرماتے ہیں کہ حضور پہنچنا آسان کام نہیں ہے بر دست اس کے نام کا سیائل ہو۔

ردیف ذ

ذاتی نال نہ ذاتی رلیسا سو کذاب سڈیوے ہوو
نفس کٹتے نوں بٹھ کراہاں چا قیما قیم کھیوے ہوو
ذات صفاتوں مُنہ نہ موٹے جدوں ذاتی شوق نہ پیوے ہوو
۵۹ تے نام فقیر تہاں (حضرت باہو) قبر جہاں دی جیوے ہوو

شرح جس شخص نے اللہ تعالیٰ کے نورِ ذات کے ساتھ اپنی ذات یعنی وجود کو نہ
ٹھایا یعنی اس میں فنا حاصل کر کے بقا حاصل نہ کی۔ سو اسے صادق عاشق نہیں کہا جاسکتا۔
بلکہ اُسے کذاب جھوٹے کے نام سے پکارا جاتا ہے۔ یو طالب کو چاہیے کہ پہلے نفسِ امارہ
کے کٹے کو مار کر اس کا قیما کر ڈالے۔ اور اپنی ذات صفات اور نفسانیت سے طالبِ مہر
ہرگز نہیں موڑ سکتا۔ جب تک ذاتی شوق کا پیالہ نہ پیوے یعنی جب تک طالب ذاتی شراب
شوق سے مست نہ ہو جائے۔ طالب ہرگز دُنیا اور نفس کے مادی لذات اور مفادات
کو ترک نہیں کر سکتا۔

تامت نہ گردی نہ کشی بارِ عزمِ عشق
آرے شترِ مست کشت بارِ گراں را

آخر میں فرماتے ہیں کہ فقیر وہ ہے جو اللہ تعالیٰ کے نور سے بقا حاصل کر کے
اس کے ساتھ زندہ جاوید ہو جائے۔ اور موت کے بعد اس کی قبر بھی زندہ ہے۔
ذکر فکر سب اولے اریرے جاں جاں فدا نہ فانی ہوو
فدا فانی تنہاں نوں حاصل جہڑے سدے لا مکانی ہوو
۶۰ فدا فانی اونی ہوئے جہناں چکھی عشق دی کافی ہوو
دوہیں جہاں تہناں سے مُٹھے (حضرت باہو) جہناں یار نہ ملیا جانی ہوو

شرح حضور فرماتے ہیں کہ جب تک طالب محبوب حقیقی پر اپنی جان کو فدا کر کے اپنے
آپ سے فانی نہ ہو جائے۔ ذکر فکر وغیرہ بہت اونے مرتبہ کی چیزیں ہیں۔ اور فدا فانی ہوجانے
کی یہ علامت ہے کہ طالب اپنی اور غیر کی مستی اور تمام مادی اور ماسوی حجابوں سے گزر
کر لامکان میں پہنچ جائے۔ اور فدا فانی نہ ہو کر لامکان میں وہی طالب پہنچ سکتے ہیں جو اللہ تعالیٰ
کے ذاتی عشق اور محبت کے تیرے زخمی ہوجاتے ہیں جن لوگوں کو محبوب حقیقی نہ ملا۔ اور

اس سے واسطہ نہ پڑے۔ ان کے دنوں جہان برباد ہو گئے۔ اور ان کی زندگی ضائع ہو گئی
 ذکر کنوں کر فکر ہمیشہ اسے لفظ تکھ تلواریں ہو
 کڈھن آہیں تے جان جلاون فکر کرن اسراروں ہو
 فکر دا پھٹیا کوئی نہ جیوے جاں پٹے مڈھ پاروں ہو
 ۶۱ حق دا کلمہ آکھیاں (حضرت بابا ہو) جند رکھے نہ فکر دی ماروں ہو
 شرح فرماتے ہیں کہ ذکر سے فکر زیادہ کر۔ کیونکہ فکر کا لفظ تلوار سے تیز تر ہے بغیر
 فکر ذکر بیکار ہے جیسا کہ آیا ہے۔ اَلَّذِیْ کُذِّبَ لَا فَلَکَ کَصَوْتِ الْحِمَارِ یعنی ذکر بغیر فکر
 کے گدھے کی آواز کی طرح ہے۔

برزباں اللہ در دل گاؤں
 ایں چینیں تسبیح کے داردائر

بعض لوگ زور سے ذکر جبر کرتے ہیں۔ اور اَللّٰہ کی ضرب دل پر لگاتے ہیں۔ یہ
 ذکر خواہ کتنا ہی گلا پھاڑ پھاڑ اور شانے اور سر ہلا کر کیا جائے جب تک اس ذکر کے
 ساتھ فکر شامل نہ ہو۔ اس ذکر کا دل میں کچھ اثر نہیں ہوتا۔ اور اگر ذکر آہستہ دل میں کیا جائے
 لیکن اس کے ساتھ اس فکر کا فکر شامل ہو تو یہ فکر نفس اور شیطان کو تلوار کی طرح کاٹتا اور
 قتل کرتا ہے۔ ایسے ذکر جب اسم اللہ ذات کے تصور اور اسرار الہی کے فکر سے جان
 جلاتے اور آپس نکالتے ہیں خواہ زبان سے کچھ نہ بولیں نفس اور شیطان کو جلا کر رکھ
 سیاہ کر دیتے ہیں۔ ایسے فکر کی تلوار نفس کی جڑ اور مغز کے آریا گزر جاتی ہے۔ اور اس فکر کا
 زخمی کوئی سچ نہیں سکتا۔ آخر میں فرماتے ہیں۔ حق بات یہ ہے کہ طالب ایسے فکر فنا نفس
 سے ہرگز نہ ڈرے۔ اور اس سے جان نہ چراتے کیونکہ اسی میں اس کے دل کی زندگی
 اور حیات و بقا ہے۔

ردیف سرا

راہ رفتہ را پرے پرے اوڑک کوئی نہ ڈستے ہو
 نہ اوتھے علم نہ پڑھن پڑھاؤں نہ اوتھے مسئلے قصے ہو
 ۶۲ اے دنیا ہے بت پرستی مت کوئی اس تے دستے ہو

موت فقیری جیں سر آئے (حضرت بابا ہو) مغلم ہوئے قستے ہو
 شرح حضور فرماتے ہیں کہ فقر کے منازل اور مراتب بے حد اور بے حساب
 ہیں۔ اس کی کوئی انتہا نہیں ہے۔ نہ وہاں علم ہے۔ اور نہ پڑھنا پڑھانا ہے۔ اور نہ
 مسئلے اور قصے ہیں۔ دنیا میں مشغولی گویا عین بت پرستی ہے۔ اس پر اعتبار نہیں کرنا
 چاہیے فقیری زندگی میں معنوی موت ہے جس پر یہ موت وارد ہوتی ہے وہی سمجھنا ہے۔

راتی رتی نرسند نہ آوے وہاں رہے حیرانی ہو
 عارف دی گل عارف جانے کیا جانے نفسانی ہو
 ۶۳ کر عبادت کچھ حاصل ہوئے تیری ضائع گئی جوانی ہو

حق حضور انہماں نول حاصل (حضرت بابا ہو) جہاں ملیا پہ جلائی ہو
 شرح۔ جو لوگ اسم اللہ ذات کمانے والے ہیں انہیں نہ رات کو نیند ہے نہ دن
 کو چین ہے ہر وقت سلوک میں نئی منزل نیا مقام ہے۔ عارف کا حال عارف جانتا ہے
 نفسانی بیچارہ کیا جانے پھر لطو نصیحت نو عمر طالبوں کو فرماتے ہیں۔ کہ اے طالب اللہ تعالیٰ

کی عبادت میں مشغول اور مصروف ہو تیری جوانی ضائع جا رہی ہے پھر فرماتے ہیں کہ حق تعالیٰ کا مشاہدہ اور نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا حضور ان طالبان الہی کو حاصل ہوتے ہیں جن کو حضرت پیر محبوب سبحانی قطب ربانی حضرت شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی قدس سرہ العزیز کا توسل حاصل ہو جائے اور قادری طریق میں منسلک ہو جائے دوسرے طریقے والوں کو نہ ان باتوں پر یقین ہے اور نہ ان کو اس طرف آنے کا راستہ ملتا ہے میں نے دوسرے طریقوں کے بڑے بڑے مشائخین سے اس بارے میں گفتگو کی ہے کہ آیا آپ کے سلوک میں کوئی ایسی منزل بھی ہے کہ طالب اسی دنیا میں اللہ تعالیٰ کے مشاہدے اور دیدار سے مشرف ہوتا ہے۔ یا بزم نبوی میں داخل ہو کر ہمیشہ حضوری میں حاضر رہے اور باطن میں تعلیم یقین حاصل کرتا ہے تو انہوں نے ان ہر دو مقامات کا صاف طور پر انکار کر دیا۔ اور نیز ان کے سلوک کی کتابیں بھی ان باتوں سے خالی اور عاری ہیں۔ سو سلوک کے یہ ہر دو اعلیٰ اور انتہائی مقامات طالبان قادری کو حاصل ہوتے ہیں۔

راتی نین رت ہنحوں روون تے ڈھاں غمرہ غم داہنو

پڑھ توحید و ژیا تن اندر سکھ آرام نہ سہدا ہنو

۴۴ سرسولی تے چاٹنگیوے ایہ راز پر دم داہنو

سدھا عشق و رچ ہو ر میوے (حضرت بابو) قطر ہے غم داہنو

شرح۔ ابیات نمبر ۱، اور نمبر ۲ کا مضمون ایک ہے حضور زمانہ طلب میں فرما گئے ہیں کہ محبوب حقیقی کے اشتیاق اور محبت میں ہماری آنکھیں رات کو آنسو کے بجائے خون روتی ہیں۔ اور دن کو یار کے غم سے غمرہ رہتے ہیں جب سے اسم اللہ ذات کے تصور سے نور توحید ہمارے تن کے اندر داخل ہوا ہے تب سے نہ چین ہے نہ آرام

ہے۔ پر یعنی عشق کا راز اور انجام یہ ہے کہ عاشق کو گویا سولی پر چڑھا دیا جاتا ہے آخر میں فرماتے ہیں کہ اے بابو کیوں محبوب اور معشوق کے ہاتھ سے قتل اور ذبح نہ ہو جائے۔ کہ باقی ذرہ بھر زندگی مستعار کا غم نہ رہے۔ اور اپنا عنوان محبوب کے دتے رہ جائے۔

رات اندھیری کالی دے وچ عشق چراغ جلینداہنو

جیندی بسک کنوں دل نیوے توڑے نہیں آوار سنیداہنو

۴۵ اوجھڑ جھل تے نارو بیلا دتھے دم دم خوف شینداہنو

تھل جھل جنگل گئے جھگیندے (حضرت بابو) کامل نینہ جینداہنو

شرح۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سلوک اور طریقت کا نایدہ اور ناشیدہ پڑھاں و خطر راستے کی مثال ایسی ہے جیسے ایک بڑا مہیب دُور دراز گھنا جنگل درپیش ہو جس میں جنگلی خونخوار درندے اور جانور بکثرت ہوں۔ اور اس میں کامل سکوت اور گھپ اندھیرا چھایا ہوا ہو۔ ایسے سلوک اور طریقت کے جنگل کو طے کرنے کے لئے طالب کے سینے میں عشق کا مشعل اور اس کے سر اور دماغ میں محبت کا چراغ روشن ہو۔ اگرچہ اس طریقت کے جنگل میں طالب کے لئے کامل سکوت اور ہنؤ کا عالم ہو اور کوئی آواز سنائی نہ دے لیکن اس کے کاروان دل کے لئے محبت کا جوس موجب اطمینان ہوتا ہے۔ اگرچہ اس دُور دراز اور طویل سفر میں کٹھن جھل تھل اور خطرناک بیلاں ہیں جن میں خونخوار درندوں مثلاً شیر وغیرہ کا خوف ہے۔ لیکن طالب صادق اور سچے عاشق جن کا عشق کامل ہو وہ یہ سب تھل جھل اور جنگل بے خوف و خطر طے کر لیتے ہیں۔ اور منزل مقصود پر پہنچ کر محبوب حقیقی سے مل جاتے ہیں۔

راتی رتی نیند نہ اُنہاں جہڑے اللہ والے ہوں
باغبان دے بوٹے وانگوں طالبِ نیت سنبھالے ہوں ۶۶
نال نظارے رحمت والے کھڑا حضورِ ول پالے ہوں
نام فقیر تنہاں دا (حضرت بابو) جو گھر بیٹھے یاد دکھالے ہوں

شرح - جو اللہ والے کامل فقیر ہوتے ہیں۔ انہیں دن رات طالبوں کی باطنی تربیت
اور پرورش اور تعلیم و تلقین سے فرصت نہیں۔ اور وہ رات کو ایک پل آرام سے نہیں
سو سکتے ہیں۔ وہ گویا ایک باغبان اور مالی کی طرح ہوتا ہے جو دن رات اپنے باغ کی پھولیں
کو پانی دیتا اور اُن کی صفائی اور پرورش کرتا ہے۔ ایسا کامل مُرشد محض اپنی باطنی نظر اور
توجہ سے طالبوں کو بے ریاضت و رنج حضورِ نبویؐ میں پہنچاتا ہے اور وہاں سے باطنی تعلیم
دلاتا ہے۔ فقیرِ کامل اُسے کہتے ہیں کہ بغیر محنت و سفر و مشقتِ ریاضت گھر بیٹھے
طالب کو محبوبِ حقیقی سے واصل کر دیوے۔

رحمت اُس گھر وچ دے جتھے بلدے ڈیوے ہوں
عشق ہوائی چڑھ گیا فلک تے کتھے جہاز کھتیوے ہوں ۶۷
عقل منکر دی بیڑی نوں چا پہلے پور بوڑیوے ہوں
ہر جا جانی دے (حضرت بابو) جتوں نظر کچھوے ہوں

شرح - فرماتے ہیں کہ دل کے اس گھر پر اللہ تعالیٰ کی رحمت کے انوار برستے ہیں۔
جس میں اللہ تعالیٰ کے اسم کے چراغ روشن ہیں اور جو دل انوارِ اسم اللہ ذات سے جگمگاتا
ہے۔ اللہ تعالیٰ غیر مخلوق ذات ہوائی جہاز کی طرح آسمان پر چڑھ گیا ہے طالبِ سچا مادّی
دُنیا میں اپنی کوشش کا جہاز کہاں کہاں لئے پھرے اور اُسے کس طرح بلے اب حضورِ خود

غیر مخلوق آسمانی محبوب کو ملنے کا طریق اور راستہ بتاتے ہیں۔ کہ طالب اور سالک کو چاہیے کہ
پہلے مادّی عقل اور دانش کی کشتی کو پہلے پور میں ڈبو دیوے۔ اور مادّی مفاد اور دُنویٰ سود و زیاں
کے عقل و غرور کو خیر باد کہہ دیوے۔ تب طالب کے لئے معاملہ ایسا ہو جاتا ہے کہ جس طرف نگاہ
دوڑتا ہے۔ اُسے ہر جگہ محبوبِ حقیقی جلوہ گر نظر آتا ہے۔ اور تمام مادّی اور مادی حجابات
سے نکل جاتا ہے۔

ردیفِ نر

زبانی کلمہ ہر کوئی پڑھدا دل دا پڑھدا کوئی ہوں
جتھے کلمہ دلوں پڑھیوے زبان پتے نہ ڈھوئی ہوں ۶۸
دل دا کلمہ عارف پڑھدے کی جانے یار گلوئی ہوں
ایہہ کلمہ مینوں پیر پڑھایا (حضرت بابو) میں تڈوں سہاگن ہوتی ہوں

شرح - حضورِ فرماتے ہیں کہ زبانی کلمہ تو ہر ایک شخص پڑھ لیتا ہے لیکن دل کے کلمہ
پڑھنے والے بہت ہی محوڑے ہیں۔ جہاں دل کا کلمہ پڑھا جاتا ہے۔ وہاں زبان کو مطلق
جنش اور حرکت نہیں ہوتی۔ ذکرِ دل کے ذکر کی آواز ہوش و حواس کی حالت میں سُنتا ہے
کہ دل اُونچی اُونچی آواز سے ذکر کرتا ہے بعض لوگ دم جس کر کے یعنی سانس بند کر کے
دل کی طرف متوجہ ہوتے ہیں۔ اور دل میں خون کے دھکیلنے کی آواز ٹپ ٹپ کو سُنتے ہیں۔
اور رگوں میں خون کے دوڑنے سے تمام اعضاء میں حرکت سی محسوس ہوتی ہے۔ اسی کو
ذکرِ قلب تصور کرتے ہیں۔ اگر یہ ذکرِ قلب ہے تو یہ ذکرِ توکلب یعنی کتے اور تمام جانوروں میں
موجود ہے مگر جب ذکرِ قلب اہلِ شریع ہوتا ہے تو اس سے عرشِ معلیٰ کو رحم اور شفقت سے

جنش ہوتی ہے اور فرشتے عشق کرتے ہیں کہ کاش کہ ہم انسان ہوتے۔ اور اس طرح روئے زمین پر ذکر کرتے۔ اللہ تعالیٰ بطور فقر و مہابت فرشتوں سے خطاب فرماتے ہیں کہ دیکھو اے فرشتو! میرے خاکی بندے کی حالت کہ لوگوں کے سامنے سویا پڑا ہے۔ لیکن اس کا دل کس طرح مجھے یاد کرتا ہے میرا انسان کو پیدا کرنے کا یہی راز تھا۔ آگے فرماتے ہیں کہ دل کا کلمہ عارف لوگ پڑھتے ہیں۔ نفسانی باتوں آدمی ان باتوں کو کیا جانے۔ یہ کلمہ ہم کو جب پیر نے پڑھایا تو ہم شہاک اور بخت والے ہو گئے۔

زاہد زہد کماندے تھکے روزے، نفل نمازاں ہو
عاشق غرق ہوئے وچ وحدت فی اللہ نال محبت رازاں ہو
مکھی قید شہد وچ پھاتی کیا اُرسی نال شہبازاں ہو
جنہاں مجلس نال نبی سرور سے (حضرت بابو) صاحب راز نیازاں ہو

شرح فرماتے ہیں کہ زاہد زہد کماندے اور روزے نفل نماز گزارتے تھک جاتے ہیں لیکن پھر بھی ان کا حجاب دور نہیں ہوتا لیکن عارف عاشق دریا سے وحدت میں غرق ہو کر محبوب حقیقی کے ساتھ راز محبت میں مشغول رہتے ہیں۔ زاہد مکھی کی مثال شہد بہشت کی لذتوں میں بھنس جاتے ہیں۔ وہ اللہ تعالیٰ کے شہبازان عشق کے ساتھ کس طرح اڑ سکتے ہیں جن لوگوں کو مجلس نبوی میں باریابی حاصل ہو جاتی ہے وہی صاحب راز و نیاز ہیں اور وہی اللہ تعالیٰ کے مقرب عارف باللہ ہیں۔

زاہد روزے نفل، نمازاں سجدے کر کر بھٹکے ہو
سنے واری مکے حج گزارن دل دی دوڑ نہ مٹکے ہو
چلے چلے جنگل بھونا اس گل بھیں نہ پتے ہو
سب مطلب ہو جانے حاصل حسرت بابو ہمد پیر نظر اک تکتے ہو

شرح فرماتے ہیں کہ بے شمار عابد زاہد روزے، نفل، نماز اور سجدے کر کر تھک گئے۔ لیکن انہیں حقیقی گوہر مقصود حاصل نہ ہوا۔ اور بہت لوگ کئی دفعہ حج کو چلے جاتے ہیں لیکن ان کا باطن اور دل درست نہیں ہوتا۔ بعض لوگ چلے چلے کرتے اور بعض جنگلوں میں پھرتے ہیں۔ لیکن ویسے خام ناقص ہو کر رہ جاتے ہیں۔ اور پختہ کامل عارف زندہ دل نہیں ہو سکتے۔ آخر میں فرماتے ہیں کہ یہ سارے مطلب تب ہی حاصل ہوتے ہیں جب کہ پیر کامل ہمد بان ہو جائے۔ اور ایک ہی نگارہ لطف اور نظر کرم فرمائے تب طالب کا بیڑا پار ہو جاتا ہے۔

ردیف مس

سوز کولوں تن سڑیا میرا جھٹاں دکھاں ڈیرے لائے ہو
کول وانگوں کو کیندی وٹاں میرے جانے دن اٹھائے ہو
بول پیہیا رت سادون آئی متان مولے مینہ و سائے ہو
نابت یقین تے قدم اکوہاں (حضرت بابو) متاں لے گل بار لائے ہو

شرح حضور فرماتے ہیں کہ محبوب کے سوز ہجر سے میرا جسم جل گیا۔ جہاں تمام جہان کے درد اور دکھ نے جمع ہو کر ڈیرے ڈالے ہیں۔ چونکہ محبوب کے وصل کے بغیر زندگی کے دن ضائع جا رہے ہیں۔ اس واسطے میں کول کی طرح فریاد کر رہا ہوں۔ پھر اپنے دل سے مخاطب ہو کر فرماتے ہیں کہ اے پریم پیہیا! بول اور فریاد کر شاید مولے رحمت کی بارش کر دے۔ طالب کو چاہیے کہ یقین کامل کے ساتھ قدم آگے رکھتا رہے۔ اور پیچھے نہ ہٹے۔ شاید یہ بات محبوب کے رحم کا باعث ہو۔ اور وہ وصل کی صلح اور آشتی پر آجائے۔

سب تعریف قوی سر کردے کارن در بحر دے ہو
شش فلک تے شش زمیناں شش پانی تے تر دے ہو
۴۲ چھ لفظاں دے حرف اٹھارہ سو سو معنی دھر دے ہو
(حضرت بابو) حق پہچان ناہیں پہلے حرف سطر دے ہو

شرح۔ اس بیت کے معنی میں بہت لوگ سرکھپا کر رہ گئے لیکن کسی سے حل نہ ہوا۔
آج یہ فقیر اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس کی صحیح شرح پیش کرتا ہے جس کی ادا نشاء اللہ
قاری دیں گے حضور پہلے مصرع میں آیت اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ کا
ترجمہ فرماتے ہیں۔ کہ زبردست اور سر کردہ تعریف جن کے حروف بحر معانی کے خالص
موتیوں کے مثل ہوں اُس ذات رَبِّ الْعَالَمِیْنَ کو زیبا میں جس نے اٹھارہ ہزار مخلوق کو پیدا
کیا جس میں چھ ہزار ہوائیں، چھ ہزار زمین پر، چھ ہزار پانی میں پھرتے ہیں پھر فرماتے ہیں
کہ یہ اٹھارہ ہزار مخلوق چھ لفظوں کے قید اور تصرف میں ہے۔ اور ان چھ لفظوں کے حرفت
کی تعداد اٹھارہ ہے۔ اور ہر حرف کے سو سو معنی ہیں سو وہ لفظ یہ ہیں۔ اللہ، اللہ، لہ،
ہو، محمد، فقر۔ سو ان لفظوں کی تعداد ۲+۲+۲+۲+۳+۳+۳=۱۸ ہوتی ہے۔ جن
لوگوں نے حضرت سلطان العارفين کی کتابوں کا مطالعہ کیا ہے وہ ان مذکورہ بالا چھ لفظوں
کی اہمیت اور قیمت کچھ نہ کچھ جانتے ہوں گے کہ حضور نے اپنی فارسی کتابوں میں ان چھ کلمات
قدسیہ کو کلیدات گنج ۱۰ این اور مفتاح الغیب خزائن کو نین کا درجہ دیا ہے۔ آخر میں فرماتے ہیں
کہ اے بابو! کہ وہ لوگ حق کو کس طرح پہچان سکتے ہیں جن کو قاعدہ سلوک کی پہلی سطر کے حروف
بھی نہیں آتے۔ اور حق بھی یہی ہے کہ جو لوگ تصور اسماء مذکورہ سے نا محرم ہیں وہ اللہ تعالیٰ
کی معرفت، قرب، وساء اور مشاہدے سے بالکل محروم ہیں۔

سُن فریاد پیراں دیا پیر امیر عرض سنیں کن دھر کے ہو
میرا بیڑا اڑیا وچ کھپراں دے جتھے مجھ نہ جانے دے دے ہو
۴۳ یا شاہ جیلانی محبوب سبحانی میری خبر لیتو بھٹ کر کے ہو
پیر جہاندا میراں حضرت بابو اُس دابیرا لگے کدھی تم کے ہو

شرح حضور اپنے باطنی طلاح اور روحانی مرتبی حضرت پیر و شکیب محبوب سبحانی کو پکار کر
عرض کرتے ہیں کہ میری کشتی تو بخوار بحر طاریت کے ایسے خطرناک کھڑوں اور گردابوں
میں پھنس گئی ہے جہاں مچھلیوں کی طرح طاریت کے ماہر تر اک سالک بھی جانے کی جرأت
نہیں کر سکتے۔ اے ہمارے باطنی ماہر طلاح محبوب سبحانی ہماری مدد کو جلدی پہنچو اور ہمیں
اس بحر طاریت سے نکالو۔ پھر اپنے دل کو تسلی اور اطمینان دے کر فرماتے ہیں۔ کہ جن کے
حضرت نور علیہ السلام کی طرح کامل طلاح حضرت پیر و شکیب جیسے جوالی ہوں۔ ان کا بیڑا ضرور
صحیح سلامت کناے جاگتا ہے۔

لے دل اوسیل فنا بنیاد ہستی بر کند چوں ترا نوح اسکتی بان طوفاں غم غور

ادیف ش

شور شہر تے رحمت دے جتھے مرشد بابو جالے ہو
باغبان دی بوئی وانگوں طالب نیت سنبھالے ہو
۴۴ نال نظارے رحمت والے کھڑا حضوروں پالے ہو
نام فقیر تہاندا (حضرت بابو) جہڑا گھر وچ یار دیکھالے ہو

شرح۔ یہ بیت بھی حضورؐ کے کسی طالب کا بنایا ہوا معلوم ہوتا ہے۔ اسی مضمون کا ایک بیت پہلے گزر چکا ہے۔

ردیف ص

صورت نفس اتارہ دی ہے کُت گھر کا لا ہُو
کو ہے نو کے لہو پیوے منگے چرب نوالا ہُو
کچھ پاسوں اندر بیٹھا دل ہے نال سنبھالا ہُو
لے بدبخت ہے وڈا ظالم (حضرت بابوؒ) اللہ کر سی ٹالا ہُو

شرح۔ یہاں حضورؐ نے نفس اتارہ کا ذکر کیا ہے حضورؐ فرماتے ہیں کہ نفس اتارہ کی حلیف مثالی صورت کا لے چارچشم ٹکرتے کی سی ہے۔ اس کی صفت یہ ہے کہ وہ غمخوار انسان کو چیر بھاڑ کر دن رات اس کا لہو پیتا ہے۔ اور ہر وقت چوب ڈالے کا طالب ہے اور اس کا مقام انسانی دل کے پاس اس کے باتیں پہنچتی ہے۔ یہ بڑا ظالم اور غمخوار دشمن ہے۔ اس سے اللہ تعالیٰ محفوظ رکھے ورنہ اس سے بچنا بڑا مشکل کام ہے۔

ردیف ع

عشق مودن دتیاں بانگال کئے آواز پیوے ہُو
خون جگر دکھ کر ہاں وضو پاک سر پیوے ہُو

پڑھ تکبیر فانی اللہ والی مٹن محال تھیوے ہُو
پڑھ رکعت وصال لہو سے (حضرت بابوؒ) نڈال شکر الحمد لہو سے ہُو

شرح۔ یہاں حضورؐ نے باطنی اور دائمی نماز کا ذکر فرمایا ہے کہ اذان سے لے کر وضو تکبیر تحریر اور الحمد اور رکعت ادا کرنے تک باطنی نماز کے الگ الگ ارکان کو بیان فرمایا ہے حضورؐ فرماتے ہیں کہ ازل کے روز عشق کے مودن نے جب بانگ اور اذان پڑھی اور ہمارے رُوح نے اذان سن کر اُس پر لبیک کہا اور پانی کے پائے ہم نے خون جگر سے وضو کیا اور ہم عشق میں عشاق کی صفت میں کھڑے ہو کر فانی اللہ کی تکبیر حبیب پڑھی تو ہمارا مڑنا محال ہو گیا۔ اس کے بعد پہلی رکعت میں ہم محبوب ازلی سے واصل ہو گئے اور ہم نے شکر الحمد ادا کیا۔

عاشق پڑھن نماز پر ہم دی غیبی دج حرف نہ کوئی ہُو
جیہا کہہا نیت نہ کئے جتنے درد منداں دل ڈھوئی ہُو
اکھیں نیرے خون جگر دا وضو پاک سر لونی ہُو
زبان نہ پلے تے ہونٹ نہ پھر مکن (حضرت بابوؒ) خاص نہانے سوئی ہُو

شرح۔ اس بیت میں بھی پہلے بیت کا مضمون ہے کہ عاشقوں کے باطنی مذاہب حرف و الفاظ اور آواز نہیں ہے۔ یہ درد مندوں کا مقام ہے۔ عوام نفسانی لوگ اس نماز کی نیت کیا جانیں۔ عاشق لوگوں کا خون جگر جو آنکھوں کی راہ سے آنسو کی صورت میں نکلتا ہے۔ اس سے پاک وضو کرتے ہیں۔ خاصانِ خدا کی یہ خاص نماز ایک راز کی شکل میں ادا ہوتی ہے۔ اس میں زبان پہنچتی ہے۔ اور نہ ہونٹوں کو حرکت اور جنبش ہوتی ہے۔

۷۸
علموں باجھوں کر عے فقیری کا فرمے دیوانہ ہو
ستے ورھیاں دی کرے عبادت اللہ کنوں بیگانہ ہو
غفلت کنوں نہ کھلے پردہ دل جاہل بُت خانہ ہو
والا نصیب تنہا لے (حضرت بابو) جہناں ملیا یار بیگانہ ہو

شرح۔ پہلا مصرع اس حدیث کا ترجمہ ہے کہ مَنْ تَرَكَكَ بِغَيْرِ عِلْمٍ فَقَدْ
جَنَّ فِي اخِرِ عَمَلِهِ اَوْ فَاَتَاكَ فِرًا یعنی جس شخص نے بغیر علم نہ ہد اور فقیری اختیار
کی وہ کافر یا دیوانہ ہو کر مرتا ہے خواہ سو سال تک متواتر عبادت کرے۔ اللہ سے بیگانہ
رہتا ہے کیونکہ جب تک اس کے دل پر سے غفلت کے پردے نہ ہٹیں۔ اس جاہل کا دل
ایک بُت خانے کی مانند ہوتا ہے جس میں اس کے خیالی فرضی بُت بطور معبود بیٹھے
ہیں۔ غرض قیمت ہیں وہ لوگ جن کو محبوب بیگانہ بے مثال اور بے مثال مل جاتا ہے۔

۷۹
عاشق ہو ویں تے عشق کما ویں دل رکھیں انک پہاڑاں ہو
نئے الائے تے ہزاراں بدیاں کہ جاتیں بارغ بہاراں ہو
منصور جیہا چاک سولی چڑھدے جھڑے واقف کل اسراراں ہو
عاشق سچ قول بیرون نہ چکے (حضرت بابو) تو لے کافر کہ ہزاراں ہو

شرح۔ حضورؐ فرماتے ہیں کہ جو شخص اللہ تعالیٰ محبوب حقیقی کا طالب اور عاشق ہوئے
تو وہ دل کو پہاڑ کی طرح مضبوط اور آسمان کی طرح ہمت بلند رکھے کیونکہ منزل عشق اور
مقام محبت کی پُر خار وادی میں سخت تکلیف اور بے شمار مصائب کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔
چنانچہ راہ محبت کے ان سب کانٹوں کو بارغ و بہار سمجھ کر خوش خوش گزرتا جائے۔
کیونکہ کسی معشوق مجازی کے چہرہ رقیب اور دعوے دار ہوا کرتے ہیں لیکن

محبوبِ انبی اور معشوق حقیقی کے راستے میں ہر وہ ہزار عالم رقیب اور دعوے دار
ہیں۔ اور تمام کی بدی اور دشمنی اٹھانی پڑتی ہے۔ اور نیز اس راستے میں بے حوصلہ
ہو کر دم نہ مارے۔ اور معشوق کا راز افشا نہ کرے۔ کیونکہ منصور اگرچہ اسرار الہی کا واقف
تھا لیکن انما الحق کے دم مارنے سے واجب تعزیر ہو کر سولی چڑھا دیا گیا۔ پس عاشق
کو معشوق کے سامنے تسلیم خم کرنا چاہیے۔ اور گونا دان اور کم فہم لوگ اُسے بھلا بُرا
اور کافر کہیں۔ وہ حق اور سچائی پر قائم رہتے ہیں۔

۸۰
عاشق سے عشق ماہی دے کولوں کدی نہ ہوندے اندے ہو
نیند حسد ام تنہا ندی ہوئی جھڑے اسم ذات کماندے ہو
ہک پل مول آرام نہ پاؤں دن رات پھرن کر لاندے ہو
جہناں الفی صبح کر پڑھیا (حضرت بابو) واہ نصیب تنہا لے ہو

شرح۔ حضرت فرماتے ہیں کہ عاشق اپنے معشوق کے خیال اور تصور سے
کسی وقت فارغ نہیں ہوتے۔ اور جو تصور اسم اللہ ذات کا شغل اختیار
کرتے ہیں۔ ان کی آنکھوں سے نیند بیگانہ ہو جاتی ہے۔ اور ان کے دل و داغ
پر ذکر اسم اللہ ذات ایسا حاوی اور مسلط ہو جاتا ہے۔ کہ ایک پل اور ایک
دم بھی ذکر اللہ سے فارغ نہیں ہوتے۔ جن لوگوں نے اللہ کا نام صحیح طور
پر پڑھ لیا۔ وہ بڑے سعادت مند اور خوش نصیب لوگ ہیں اہل سلوک
اس ذکر کو ذکر سلطان کہتے ہیں۔

۸۱
عاشق عشق ماہی دے کولوں پھرن ہمیشہ کھیوے ہو
جہناں جیندیاں جان ماہی نوں دتی اوہ دوہیں جہانیں جیوے ہو

شمع چراغ دل روشن جیندا وہ کیوں بالن ڈلیے ہو
عقل فکر دی پہنچ نہ (حضرت باہو) اوتھ فانی فہم کھویے ہو

شرح حضور فرماتے ہیں کہ عاشق معشوق کے شراب شوق سے مست اور مدہوش رہتے ہیں۔ اور جو عاشق زندگی میں اپنی جان معشوق کی محبت میں فنا کر دیتے ہیں وہ وہاں جہان میں زندہ جاوید رہتے ہیں۔ جن کے دل کا چراغ نور اسم اللہ ذات سے روشن ہو جاتا ہے۔ انہیں ظاہری چراغ جلانے کی ضرورت نہیں رہتی۔ اس مقام میں مادی عقل فکر کی پہنچ نہیں ہے کہ یہ نور مادی باطنی چراغ کیوں کر روشن ہوتے ہیں۔ لہذا اس مادی فہم کو فانی فراموش کرنا چاہیئے۔

عاشق دی دل موم برابر معشوقاں دی دل کالی ہو
طعمہ دے کے تر تری تکتے جیوں بازاں دی چالی ہو
باز چپارہ کیونکر اڈے پیریں پیوس جالی ہو
جیں دل عشق خرمیہ کیلئے حضرت باہو گئے وہاں جہانوں خالی ہو

شرح حضور فرماتے ہیں کہ عاشق کا دل موم کی طرح نرم ہوتا ہے۔ اور تھوڑی سی حرارت سے گھل جاتا ہے لیکن معشوق کا دل کالے پتھر کی طرح سخت ہوتا ہے۔ اور کسی طرح متاثر اور نرم نہیں ہوتا۔ معشوق بازدار کی طرح گاہے گاہے جلوہ ہائے دیدار کے تر تر ٹکوں اور بوٹیوں کے طعمہ ہائے چرب پیش کر کے اسے فریفتہ اور مائل کرتا ہے۔ عاشق بیچارہ بازدار کی طرح کہاں اڑ سکے۔ اس کے پاؤں میں تو عشق کی دوا لی اور ڈور پڑی رہتی ہے خوش قیمت ہیں وہ عاشق جن کے پاؤں میں عشق کی یہ مبارک ڈور پڑ جائے اور جن دل نے اپنے محبوب حقیقی

کے عشق کو حاصل نہ کیا۔ وہ دونوں جہان کی نعمتوں سے محروم ہیں۔
عاشقاں ہو وضو جو کیستار و ز قیامت تائیں ہو
وچ نماز رکوع سجودے رہندے سنج صبا جس ہو
ایتھے اوتھے دو ہیں جہانیں سب فقر دیاں جائیں ہو
عرش کولوں سے منزل آگے (حضرت باہو) فہم پاک تہائیں ہو

۸۳

شرح حضور فرماتے ہیں اہل شریعت ظاہری اور مادی نجاست سے پانی کے ذریعے اپنے ظاہری جسم کو پاک کر کے دھو کر لے جاتے ہیں لیکن اہل طریقت عاشق لوگ دنیا کی گندگی اور گل ماسویٰ وغیرہ نجاست سے ترک توکل کے پانی سے اپنے دل اور روح کو پاک کر کے باطنی وضو کر لیتے ہیں شریعت والوں کا وضو بول و براز اور رنج وغیرہ خارج ہونے سے ٹوٹ جایا کرتا ہے لیکن عاشقوں کا باطنی وضو قیامت تک قائم رہتا ہے اہل شریعت کی چھکانہ وقتی نماز دن رات میں پانچ وقت ادا کی جاتی ہے لیکن طریقت کی باطنی دائمی نماز سے عاشق لوگوں کو دن رات کسی وقت فرصت نہیں ملتی۔ ان کا دل باطنی طور پر تصور کے ذریعے اپنے مولے کے آگے ہر وقت قیام رکھ، قعود اور سجود میں محو رہتا ہے۔ کما قال عز وجل يَذْكُرُونَ اللّٰهَ قِيَامًا وَقُعُودًا وَعَلَىٰ جُنُوبِهِمْ ۚ فَرِحَ اس جہان میں جسم سے اور دل و روح سے دائر آخرت میں اللہ کے ساتھ مشغول اور مصروف رہتے ہیں بمصدق آجسما مہم فی الدنیا و قلوبہم فی الآخرة ۱۰۰ جہان میں ان کے منازل اور مقامات موجود ہیں اور عرش معلّے سے سو منزل بالا عاشقوں کے لاہوت لامکان میں ڈیرے ہوتے ہیں۔

عشق دی بازی ہر جا کھیلے شاہ گدا اسط ناناں ہو
عالم، فاضل، عاقل، دانا کردا چا جیہ راناں ہو

۸۴

تبوٹھوک لٹھا دے دل دے جوڑیں غلوت خانان ہو
عشق امیر فقیر منیدے (حضرت بابو) کیا مانے لوک بگیاں ہو

شرح۔ فرماتے ہیں کہ گدا سے لے کر بادشاہ تک کے صحن دل میں عشق اپنی بانی کھیلتا ہے۔ اور جس دل میں عشق داخل ہو جاتا ہے خواہ وہ عالم فاضل اور عاقل و دانا ہی کیوں نہ ہو اُسے دیوانہ اور حیران بنا دیتا ہے عشق بادشاہ کی طرح جس دل میں اپنا خیمہ گاڑ لیتا ہے وہاں اپنا غلوت خانہ بنا لیتا ہے۔ اور عشق ہر مجلس کنگال کا کام نہیں ہے۔ بلکہ عشق کمانا ان فقیروں کا کام ہے جن کے دل امیروں اور بادشاہوں کی طرح مستغنی اور لایحتاج ہوں۔ جن کا کام فقر اختیار ہی ہو نہ کہ فقر اضطراری۔

عشق دریا محبت دے دے ریحی مردانہ ترئیے ہو
جھٹے لہر غضب دیاں ٹھاٹھاں قدم اُتھائیں دھریئے ہو
اوجھڑ جھنگ بلائیں بیلے دیکھو دیکھ نہ ڈریئے ہو

نام فقیر تہ قہیندا (حضرت بابو) جدوج طلب دے مرئیے ہو
شرح حضور فرماتے ہیں کہ جو عشق کا دھوئے کرے۔ اُسے چاہیے کہ وہ عشق اور محبت کے دریا میں مردانہ وار تیرتا جاوے۔ اور جہاں غضب کی خطرناک لہریں اور ٹھاٹھیں پڑیں۔ وہاں جا کر قدم رکھے۔ اور جہاں اوجھڑ جھنگ بلاؤں اور آفتوں سے بھر پور بیلے سامنے آئیں۔ اُن سے ہرگز نہیں ڈرنا چاہیے۔ اور فقیر نام لکھنا طالب پر اُس وقت زیب دیتا ہے جو مولے کی طلب اور عشق میں مرنے سے پہلے مر جائے۔

عشق اسانوں بسا جاتا لٹھا مل مہاڑی ہو
نہ سوئے نہ سون دیوے جیویں بال ایڑی ہو
پوہ ماہ مانگہ مگے خر بوڑے میں کتھ لیاں واڑی ہو
عقل فکر دی بھل گیا باتاں (حضرت بابو) جدوج عشق چائی مہاڑی ہو

۸۶

شرح حضور فرماتے ہیں کہ عشق ہمیں کمزور سمجھ کر ہماری وہیلیر پر ارجمان ہو گیا۔ اور ہمارے دل کا دروازہ پکڑ لیا ہے۔ نہ خود سوتا ہے۔ نہ ہمیں سونے دیتا ہے چھوٹے بچان بچے کی طرح خود بھی بے قرار ہے اور ہمیں بھی بے چین رکھتا ہے۔ وہ ہم سے پوہ اور مانگہ کے مہینوں میں بے یوم خر بوڑے مانگتا ہے۔ اب ہم کس طرح سڑی کے مخالفت کو سمجھیں خر بوڑے بولنے کا اہتمام کریں یعنی شریعت نے تو دیدار الہی قیامت کے روز موت کے بعد مقرر کیا ہے۔ اور عاشق آج زندگی میں بے یوم اور بے وقت ہم سے میوہ دیدار کا طالب ہے۔ چنانچہ کسی سالک نے فرمایا ہے۔

زادہاں از مرگ مُہلت خواستند عاشقاں گفتند نے نے زود باش
سو جب عاشق شورش مچاتا ہے تو عقل و فکر کی باتیں بھول جاتی ہیں۔ اور شریعت کے حدود بھی قائم نہیں رکھے جاسکتے۔

عشق چلا یا طرف آسماناں عرشوں فرش ٹکایا ہو
رہ نی دنیا ٹھگ نہیں سانوں ساڈا اگے جی گھبرایا ہو
اسی پردیسی ساڈا وطن دوراڈا الویں کوڑا لالچ لایا ہو
مرگے جو مرنے تھیں پہلے (حضرت بابو) تہاں ہی بفس پایا ہو

۸۷

شرح حضور نے عشق کے باب کو سبب اپنی موافقت طبع عشق حقیقی کافی لمبا کر دیا ہے۔

اس بیت میں حضورؐ فرماتے ہیں کہ ہمارا معشوق انبی اور محبوب حقیقی آسمان اور لامکان میں ہے۔ اور اس کے عشق اور طلب نے بجائے زمین کے ہمیں آسمان کی طرف چلایا ہے۔ اس نے بجائے زمین کے ہم نے عرش کو فرش بنایا ہے۔ اے دنیا تو ہمیں آسمان کی طرف کھینچ رہی ہے۔ تو ہمارے اس مخالف دست اندازی سے باز آ جا اور ہمیں اپنی زمینیت پر فریفتہ اور مبتلا نہ کر۔ ہمارا دل تجھ سے پہلے بزار اور گھبراہٹ ہے ہم پر ویسی ہیں۔ اور ہمارا وطن بہت دور لامکان میں ہے۔ تو ہمیں کیوں جھوٹے فریب اور لالچ میں پھنسا رہی ہے جو مرنے سے پہلے مرجاتے ہیں۔ وہی رب سے اصل ہو جاتے ہیں۔

عشق جہان سے مٹھیں رچیا اوہ پھر دے چپ چاپ تے ہو
لوں لوں دے رچ کھ نہا ناں اوہ کرے گنگی باتے ہو
وضو کر دے اسم اللہ داتے دریا وحدت نہاتے ہو
تہتیاں قبول نمازاں (حضرت بابو) جدیا راں بیا کچھ پاتے ہو

شرح حضورؐ فرماتے ہیں کہ جن لوگوں کے مغز اور جڑ میں عشق دھنس جاتا ہے وہ ظاہری ذکر اور فریاد و غوغا سے باز آ جاتے ہیں۔ یہ بیت اس حدیث کی تفسیر ہے کہ مَنْ عَرَفَ رَبَّهُ فَقَدْ كَلَّمَ لِسَانَهُ یعنی جس نے اپنے رب کو پہچان لیا۔ اُس کی زبان گوئی ہو گئی۔ اُس کے ہر بُن مُو میں لاکھوں زبانیں پیدا ہو جاتی ہیں۔ اور اس کے بدن پر ہر بال ذکر اللہ سے گویا ہو جاتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ سے بے کام و بے زبان ہم سخن ہو جاتا ہے۔ اہل شریعت لوگ ظاہر بانی سے وضو کرتے ہیں لیکن عارف اور عاشق لوگ آب حیات اسم اللہ ذات کے نور سے وضو کرتے ہیں۔ اور دریائے وحدت میں غسل کر لیتے ہیں۔ اس وقت نماز حقیقی قبول ہو جاتی ہے۔ جب کہ محبوب اور محبت اور معشوق و عاشق ایک دوسرے کو پہچان لیتے ہیں۔ بغیر معرفت کے نماز ایک دم ہی کر رہ جاتی ہے۔

ردیف غ

غوث قطب ہیں اورے اوریرے عاشق جان اگیرے ہو
جہڑی منزل عاشق پہنچن او تھ غوث نہ پا دن پھیرے ہو
عاشق و رچ وصال دے رہندے جہاں لامکانی ٹوکیے ہو
دین قربان تنہاں تول (حضرت بابو) جہاں ذالولت بسیرے ہو

۸۹

شرح حضورؐ فرماتے ہیں کہ عاشقوں کی منزل غوث و قطب سے آگے ہے کیونکہ ان کا مقام لاہوت لامکان میں ہے۔ اور غوث و قطب کا مقام عرش و کرسی اور سات آسمان میں ہے۔ لہذا غوث و قطب عاشقوں کی منزل سے محروم ہیں جو لوگ اللہ تعالیٰ کے ذاتی نور سے منور ہو جاتے ہیں۔ دنیا اور عقل کی نعمتیں اور دین و دنیا کی دولتیں ان پر قربان ہوتی ہیں۔ اور ہر دو ان کے طالب رہتے ہیں۔ عَنْ أَنَاكَ الدُّنْيَا فَلَهُ الدُّنْيَا وَمَنْ أَرَادَ الْعُقْبَىٰ فَلَهُ الْعُقْبَىٰ وَمَنْ أَرَادَ الْعُقْبَىٰ فَلَهُ الْعُقْبَىٰ۔

ردیف ف

فجری ویلے اٹھ سویرے نت آن کرن مزدوری ہو
کانواں لایاں ہک سی گلاں تیرگی رلی چٹوری ہو
مادں جیخاں تے کرن مشقت پٹ پٹ کدھن انگوری ہو
ساری عمر پیندیاں گزری (حضرت بابو) کدی نہ پئی پوری ہو

۹۰

شرح۔ یہاں حضورؐ نے اُن لوگوں کا ذکر کیا ہے۔ جو محض نمود اور نمائش کے طور پر اپنے سلسلوں کے غم پڑھا کرتے ہیں۔ ان کو حریص پرندوں مثلاً کوئوں، لالیوں اور چنڈوؤں سے تشبیہ دی گئی ہے جو صبح سویرے کھیتوں میں فصل کی کچی انگوری پٹ پٹ اکھڑتی رہتی ہیں۔ اور وہ خوشی سے چھتی چلاتی ہیں کہ ہم اچھا کام کر رہے ہیں لیکن دراصل وہ کھیت اور فصل کا ستیا ناس کرتی ہیں ایسے لوگوں کی تمام عمر غم وغیرہ پڑھتے گزر جاتی ہے۔ لیکن انہیں باطنی طور پر کچھ فائدہ نہیں پہنچتا۔ اور ایسے ناقص خام نامقام رہ جاتے ہیں۔

ردیف ق

قلب دی ہلیا تاں کی ہو یا کیسا ہو یا ذکر زبانی ہو
ذکر نفسی ہستی، رُوحی، ہستی ستھے راہ حیرانی ہو
شاہ رگ بھیں نزدیک جو رہند ایا رہن ہلیا جانی ہو
نام فقیر تنہا ندا (حضرت بابو) جہڑے وسدے لامکانی ہو

شرح۔ بعض لوگ دم جس کر کے دل کی طرف جب خیال کرتے ہیں۔ تو انہیں دل ہلنا اور حرکت کرتا ہوا معلوم ہوتا ہے۔ جو دل کی جبلتی اور فطرتی صفت ہے کہ خون کو جسم کی طرف دھکیلنے اور واپس اس میں آنے کے وقت دل حرکت کرتا ہے۔ اور اس سے ٹپ ٹپ کی سی آواز آتی ہے۔ بعض خام خیال لوگ اسی کو ذکر قلبی کہتے ہیں۔ حالانکہ دل کا اس طرح ہلنا اور حرکت کرنا کوئی ذکر نہیں ہے کیونکہ دل کی یہ حرکت حیوانوں میں بھی موجود ہے۔ علاوہ ازیں حضورؐ فرماتے ہیں کہ بعض لوگ سینے اور دماغ وغیرہ میں بعض مقامات پر طائف کے مقامات مخصوص کرتے ہیں۔ کہ یہ مقام نفس ہے اور یہ قلب رُوح اور ہستی وغیرہ کا مقام ہے۔ اور

خالی ان لطائف کا نام لے لے کر خوش ہوتے ہیں اور اتراتے ہیں۔ اور اپنے آپ کو ان لطائف کا ذکر کہتے ہیں۔ حالانکہ انہیں اصل ذکر سے دُور کا واسطہ نہیں ہوتا۔ سو اس قسم کی دل کی حرکت یا زبانی ذکر اور ان کے نفسی، قلبی، رُوحی، ہستی وغیرہ اذکار محض بے سود اور بے کار ہوتے ہیں۔ سو اللہ تعالیٰ شاہ رگ سے نزدیک ہے۔ اور اس کا یہ قرب معلوم کرنا اصل ذکر ہے۔ اور اصل ذکر اور فقیر وہی شخص ہے جو اللہ تعالیٰ کو اپنی شاہ رگ سے نزدیک پاتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ لامکان میں داخل رہتے ہیں۔ اور بجائے ذکر کے وہ مذکور سے جا ملتے ہیں۔

ردیف ک

کل کلمے دی تداں پوی سے جلال قلب کلمے و نچ کھولی ہو
چوداں طبق کلمے دے اندر کی جانے خلقت بھولی ہو
کلمہ عاشق اوتھے پڑھدے جتھے نور نبی دی ہو لی ہو
ایہ کلمہ سانوں پیر پڑھایا (حضرت بابو) جند جان لے سے قول کھولی ہو

شرح۔ حضورؐ فرماتے ہیں کہ کلمے کی حقیقت یہیں اس وقت معلوم ہوتی۔ جس وقت کلمے نے ہمارے دل کی کلی کھول ڈالی ہے۔ چوداں طبق کلمے سے روشن ہو جاتے ہیں بھولی بھالی خلقت کلمے کی حقیقت کیا جانیں۔ ایسا کلمہ عارف اور عاشق لوگ ہی پڑھتے ہیں۔ جس سے نور محمدی جلوہ گر ہوتا ہے۔ یہ کلمہ ہمیں مرشد نے پڑھایا ہے۔ ہماری جند جان اس پر قربان ہے۔

کل کلمے دی تداں پیاسے جدوں کلمے دل نوں پھڑیا ہوؤ
بے درداں نوں خیر نہ کائی درد مند دل دل ٹھہرا ہوؤ
۹۳ کفر اسلام دی کل تداں پیوسے جد کلمہ دل وچ ڈھیب ہوؤ
میں قربان تنہاں توں (حضرت بابو) جہناں کلمہ صحیح کر پڑھیا ہوؤ

شرح حضورؐ فرماتے ہیں کہ کلمے کی حقیقت ہمیں اُس وقت معلوم ہوتی جس وقت
کلمے نے دل میں اثر اور نفوذ کیا۔ بے درد اور بے محبت لوگوں کو اس کی خبر نہیں ہے۔ یہ
بات محبتوں اور درود مندوں کو حاصل ہوتی ہے۔ ہمیں اصلی کفر اور اسلام کا بھی اُس وقت
پتہ لگا جب کہ کلمہ دل میں داخل ہوا حضورؐ فرماتے ہیں۔ میں اُن لوگوں کے صدقے جاؤں
جو لوگ صحیح طور پر کلمہ پڑھتے ہیں۔

کُن فی کون جدوں فرمایا اساں بھی کو لے پاسے ہوؤ
ہکے ذات صفات لے دے ہو جگ ڈھنڈھیا سے ہوؤ
۹۴ ہکے ہا لامکان اسا ڈا ہکے اُن بُناں وچ پھا سے ہوؤ
پلید نے چا پلیدی کیتی (حضرت بابو) ہکے اصل پلید نہ پاسے ہوؤ

شرح حضورؐ فرماتے ہیں کہ جس وقت اللہ تعالیٰ نے کُن فرما کر عالمِ اول کو پیدا کیا۔ ہم
اُس سے پہلے اللہ تعالیٰ کے ساتھ زندہ موجود تھے۔ اور ہمیں الب بھی وہ وقت اور وعدہ
اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ اور جواب میں لفظ بلیٰ کہنا یاد ہے۔ اللہ تعالیٰ کی ذات اور صفات ازل
ابد، دنیا کے اندر ایک ہیں۔ اور ہر مقام میں ہم اسی ایک ذات واجب الوجود کی قیوم کے طالب
اور متلاشی رہے ہیں۔ اور کہیں بھی غیر اور ماسویٰ کی طرف التفات نہیں کیا۔ اور ایک دفعہ
روز ازل سے قبل ہمارا شہمن اور دیرہ لاہوت لامکان میں رہا ہے لیکن نفسانی لغزش نے

ہمیں اس مقامِ قرب سے جُدائی ڈال کر دنیا کے مَنوں میں پھنسا دیا ہے۔ اور شیطانِ پلید کے
یہ سب کثوت ہیں کہ اس نے ہمیں نافرمان کر کے پلید کر ڈالا ہے۔ ورنہ ہماری اصل مرشت
اور فطرت ہرگز پلید نہ تھی۔

کیا ہو یا بُت دُور گیا دل سرگز دُور نہ تھیوے ہوؤ
نتے اکوہاں تے میرا مُرشد و سدا مینوں وچ حضورؐ دیوے ہوؤ
۹۵ جیندے اندر عشق دی رتی اوہ بن شرابوں کھیوے ہوؤ
نام فقیر تنہاں دا (حضرت بابو) قبر جہناں دی جیوے ہوؤ

شرح حضورؐ فرماتے ہیں کہ مُرشد کے حضور سے اگرچہ ہمارا جسم اور بدن سیکڑوں کو س
دُور ہے لیکن دل میں اس کا خیال اور تصور ہر وقت قائم ہے جیسا کہ حضرت اولیٰں قرنی نے
ظاہرِ جسمانی محبت حضرت سرورِ کائناتِ صلعم کی گواہی حاصل نہیں کی تھی اور بہت دُور میں
رہتے تھے لیکن قلبی اور روحانی طور پر آپ سے بہت قریب تھے جو جس طالب کے دل
کے اندر عشقِ الہی کا ایک ذرہ ہو۔ وہ بغیر شراب کے مست رہتے ہیں۔ پھر فرماتے ہیں کہ فقر
کا نام اس شخص کو زیبا ہے جو اللہ تعالیٰ کے نور سے زندہ جاوید ہو اور روحانی اور باطنی طور
پر عالمِ برزخ اور قبر سے اس کا فیض جاری ہو۔

کلمے نال نہاتی دھوتی تے کلمے نال بیسا ہی ہوؤ
کلمے میسا پڑھیا جت زہ کلمے گور سُہانی ہوؤ
۹۶ کلمے نال ہشتی جاناں کلمہ کرے صفائی ہوؤ
مُرنِ محال تنہاں نوں (حضرت بابو) جہناں صاحبِ پِلانی ہوؤ

شرح حضورؐ فرماتے ہیں کہ مردِ مومن کلمے کے کثرتِ ذکر سے دل کو دھو کر اور صاف

سُحْرُ بُوکُ مَوْتِ کے وقت کلمہ پڑھتے دُنیا سے گزر جاتا ہے۔ اور کلمے سے اس کی شادی رچتی ہے۔ اور جنازہ کے وقت وہ کلمہ پڑھتا ہے۔ اور قبر میں منکر نکیر کے رُو بَرُوجِب وہ کلمہ پڑھتا ہے تو اس کی قبر اور برزخی معاملہ سنوڑ جاتا ہے۔ اور نکیرین اُسے کہتے ہیں کہ یَا عَبْدَ الصَّالِحِ نَحْمُ کَذَکُمُ الْعَرُودِیْنَ بِحَکِّ اَللّٰهِ فِی الدَّارِیْنِ حَیْذًا اِیْمَنِ اے خدا کے نیک بندے اب تو دُہن کی طرح سو جا۔ اللہ تعالیٰ تجھے جزا خیر عطا کرے۔ اور حشر و لشکر وقت میزان اعمال، گذر پُلِ صراط اور دخولِ جنت تمام منازل اور امتحانوں میں کلمے سے کامیابی اور نجات حاصل ہوتی ہے۔ اور جس نیک بخت بندے کو اپنا مالک اپنے پاس مِلّائے اور اُسے اپنی فوازش سے سرفراز فرمائے۔ وہ کسی مقام پر نہیں لڑکتا۔

لایف م

لَا یَحْتَاجُ تَهْنَأُ نُوں ہو یا فقیر جہناں نُوں سارا ہُو
نظر جہناں دی کھمیا ہووے اوہ کیوں مارن پارا ہُو
دوست جہناں دا حاضر ہووے دشمن لین نہ دارا ہُو
نام فقیر انہاں دا (حضرت بابُو) جہناں ملیا نبی سہارا ہُو

شرح۔ جن لوگوں کو فقر تمام حاصل ہو جاتا ہے۔ وہ دُنیا و مایہا سے لایحتاج ہو جاتے ہیں۔ اور جن کی نظر کھمیا بن جاتی ہے۔ وہ کیوں پارہ اور ہر تال مارتے اور کشتہ کتے پھریں۔ اور جن طالبوں کے مُرشد مرتبی ہر وقت سر پہ حاضر ہوں وہ دشمن بدخواہ لوگوں سے مارا اور ضرب نہیں کھایا کرتے۔ آخر میں حضور فرماتے ہیں کہ اصل فقیر وہ لوگ ہیں جنہیں حضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت اور حضور نبی نصیب ہو جاتی ہے۔

لَکِن کھوئی تے لکھ نہ جاتا کیوں کا غذ کی تو ضائع ہو
قط قلم نُوں مار نہ جانیں تے کاتب نام دھرا یا ہُو
سب صلاح تیری ہو سی کھوئی جہاں کاتب دے ہتھ آیا ہُو
صحیح صلاح اُنہاں دی (حضرت بابُو) جہناں لکھ تے میم کما یا ہُو

۹۸

شرح حضور فرماتے تھے کہ علم ظاہر پر مغرور آدمی تو نے ظاہری لکھنا تو سیکھ لیا لیکن تجھے دل پر اسم اللہ ذات لکھنے کا ڈھنگ جب تک نہ آیا تو بے فائدہ کا غذ سیاہ کرتا رہا جب تک تو نے اپنے قلم نفس کا سر قلم اور قطع نہ کیا تو تو نے کس لئے اپنا نام کاتب رکھوایا۔ تیری تمام ظاہری لکھائی اور پڑھائی کھوئی اور بے سود ثابت ہوگی۔ جس وقت اصلی اعمال کے کرائے کاتبین کے ساتھ تیرا معاملہ پڑے گا۔ صحیح اور اصلی صلاح اور تعلیم اُن لوگوں کی ہے جو اہل اور میم یعنی اسم اللہ ذات اور اسم محمد سرور کائنات صلعم کا تصور اور مشق کیا کرتے ہیں۔

لایف م

مُوْتُوْا وَاِلٰی مَوْتِ نَہِلی جیں وِجِ عَشَقِ حِیَاتِیْ ہُو
موت وصال تھیوے ہر کا جد اسم پڑھیوے سے ذاتی ہُو
عین دے وچوں عین تھیوے دُور رہی تیر باتی ہُو
ہُو دا ذکر ہمیش ٹرنید (حضرت بابُو) دینہاں سکھ نہ راتی ہُو

۹۹

شرح حضور فرماتے ہیں کہ جب تک اُسے طالب تو موت سے پہلے بطور مُوْتُوْا قَبْلَ اَنْ مُوْتُوْا معنوی طور پر نہیں مرے گا جس میں عاشقوں کے لئے زندگی اور

حیاتی ہے۔ تو اللہ تعالیٰ کے نور سے زندہ جاوید نہ ہوگا۔ ہم نے جس وقت اسم اللہ ذات پڑھا تو ہماری موت وصال محبوب حقیقی پر منتج ہو گئی۔ اور ہم جب عین ذات میں فانی اور باقی ہو گئے تو وہاں ملائکہ مقربین سے بھی آگے نکل گئے۔ ہمیں ھو کا ذکر ہمیشہ جلاتا ہے جس سے دن رات چین نہیں ملتا۔

۱۰۰
مرشد وانگ منائے ہوئے جہڑا گھٹ کٹھالی گالے ہو
پاکٹھالی باہر کڈھے بندے گھڑے یا والے ہو
کنے خوباں دے تدوں سہاؤں جدوں کھٹے پا اچالے ہو
نام فقیر تنہاں دا (حضرت باہو) جہڑا دم دم دوست سنبھالے ہو

شرح۔ یہاں حضورؐ نے طالب کو سونے اور مرشد کو سنار اور زرگر سے تشبیہ دی ہے مرشد زرگر اور سنار کی طرح ریاضت، خدمت اور امتحان کی آگ میں طالب کو ڈال کر اس کی کھوٹ نکال کر اسے خالص گندن بنالیتا ہے۔ بعد اس کے زیور بندے اور والے وغیرہ بنا کر محبوب حقیقی کی ذات کو پہنا کر اس سے اصل کر دیتا ہے۔ فقیر کا مرتبہ ان طالبوں کو حاصل ہوتا ہے جو دم میں دوست کا تصور قائم رکھتے ہیں۔

۱۰۱
مرشد کامل اوہ سہیڑیے جہڑا دجک خوشی دیکھا لے ہو
پہلے غم ٹکڑے دا میٹھے پچھے بت دا راہ سمجھائے ہو
اس کلر والی کنڈی نوں چاچا ندی خاص بنائے ہو
جس مرشد اتھ کجھ نہ کیتا (حضرت باہو) اس نوں اندی ندی ٹھائے ہو

شرح حضورؐ فرماتے ہیں کہ مرشد کامل ایسا ہونا چاہیے جو طالب کو داریں کی خوشی دکھائے اور دونوں جہان میں سرفراز اور کامران فرمائے۔ پہلے طالب کے دل سے روزی اور رزق کا

غم دور کرے۔ پھر رب کی طرف راہنمائی فرمائے۔ اگر طالب کے دل کی زمین ناکارہ اور کڑک رہے اور اسم اللہ ذات کے تحم پاشی کے قابل نہیں ہے تو اپنی توجہ سے اُسے قابل اور لائق بنادے جس مرشد نے اس دنیا میں کچھ نہ کر دکھایا اور کل قیامت کے وعدوں پر طالب کو ٹالنا رہا۔ تو طالب کو چاہیے کہ ایسے مرشد سے ہاتھ جلدی چھڑا کر اُسے فراموشی کی ہستی ندی میں چھوڑ دے۔

۱۰۲
مرشد باہو جوں فتنہ کماؤں وچ کفر حے بڈے ہو
شیخ مشایخ ہو باندے جحرے غوث قطب بن اٹے ہو
رات اندہاری مشکل پینڈا سننے آون ٹھڈے ہو
تسبیحاں نیپہن سیتی (حضرت باہو) جیوں موش باند اور کھڈے ہو

شرح بعض لوگ اپنے خشک زبداور ظاہری علم کے گھمنڈ پر مرشد وسیلہ کے بغیر راہ طریقت طے کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ ایسے بے وسیلہ بھولی بھٹکی بھڑوں کو شیطان جلدی گمراہ کر کے لوگوں کے رجوعات پر فریفتہ کر دیتا ہے۔ اور جحروں میں بٹھ کر بغیر باطنی پروانے غوث و قطب بن بیٹھتے ہیں۔ اس بیشیہ طریقت میں اندھیری رات کے اندر کٹھن راستہ پیش آتا ہے اور طالب قدم قدم پر ٹھوکرین کھاتا ہے۔ سو خالی جحروں میں اس طرح بیٹھنا جس طرح چوہا کھڈا اور غار کے اندر بیٹھ جاتا ہے۔ اور بیچ کھڑکالنے سے طریقت کا پُر خاد و خطر راستہ ہرگز بغیر مرشد راہبر طے نہیں ہوتا۔ وظیفوں و درچلوں سے اگر حاصل خدا ہوتا انگشتوں سے حمل ہوتا تو شوہر کب روا ہوتا

۱۰۳
میں کو جھی میرا دلبر سوہنا میں کیونکر اس نوں بھانواں ہو
ویہڑے ساڈے وڑدانا میں پے لکھ و سیلے پانواں ہو
نہ میں سوہنی نہ دولت پلے کیونکر یار مسانواں ہو
ایہہ دکھ سانوں ہر دم تہی (حضرت باہو) روندنی ہی مرجانواں ہو

شرح۔ اس بیت میں حضورؐ اپنے مرشد مرتبی کی طرف خطاب فرماتے ہیں کہ جب میں ناقص اور کم تر ہوں اور میرا مرشد خوب صورت اور بڑی شان والا ہے میں اُسے کیونکر پسند آؤں میں گولا لکھ جیلے وسیلے کرتا ہوں مگر میرے دل کے صحن میں اُس کا گز نہیں ہوتا نہ میں کامل استعداد کا حامل ہوں اور نہ دولت اعمال میرے پاس ہے میں اُسے کیونکر راضی اور خوش کر سکتا ہوں۔ آخر میں فرماتے ہیں کہ اگر مرشد مرتبی کو ہم نے راضی اور اپنے اوپر مہربان نہ کیا تو ہمارے لئے یہ بڑا بھاری دکھ ہوگا۔ اور اس دکھ سے ہم روتے روتے اپنے آپ کو ختم کر لیں گے اور ہم ہلاک ہو جائیں گے۔

مرشد میرا شہباز الہی و نج رلیا سنگت جیبیاں ہو
تقدیر الہی چھکیاں ڈوراں کداں طسی نال نصیبیاں ہو
۱۰۴ کو ہریاں دے دکھ دور کریندا کرے شفا غریباں ہو
ہر مرض دادا دے تو نہیں (حضرت باباؒ) کیوں گھٹنا ہیں مس طیبیاں ہو

شرح۔ یہاں بھی مرشد کو خطاب فرماتے ہیں کہ ہمارا مرشد شہباز الہی ہے۔ اور بادشاہ حقیقی کی کلانی پر اس کا نشین ہے تقدیر الہی نے ہمیں مختلف پابندیوں اور قیود کی ڈوروں میں بند کر رکھا ہے۔ غذا جانے میں اس تک رسائی ہو سکے گی یا نہ۔ پھر دل کو تسلی دے کر فرماتے ہیں کہ اگر وہ بل گیا تو ہمارے دکھ اور امراض دور ہو جائیں گے۔ وہ کوڑھیوں اور لاعلاج لمرضیوں کے لئے موجب شفا ہے پھر عرض کرتے ہیں کہ تو اُسے مرشد ہمارے ہر مرض کی دوا ہے۔ پھر کیوں ہمیں طیبیوں کے حوالے کرتے ہو۔

اے لقائے تو جواب ہر سوال مشکل از تو حل شود بے قیل و قال
مال تے جان سب خرچ کچھوے تے کرے خرید فقیری ہو
۱۰۵ فقر کنوں رب حامل ہوئے کیوں کیجے دیکھیری ہو

دُنیا کا رن دین و نجاون کوڑی شیخی پیری ہو
ترک دُنیا نوں قادری کیتی (حضرت باباؒ) شاہ میراں دی پیری ہو

شرح حضورؐ فرماتے ہیں کہ مال اور جان اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ اور قربان کر کے فقر اختیار کرنا چاہیے۔ اور ترک اور فقر سے جب رب حاصل ہوتا ہے۔ تو طالب کو کیوں لگیری کرنی چاہیے جو لوگ دین کی آڑ میں دُنیا کماتے ہیں ان کی شیخی اور پیری سب مکر، فریب، اور جھوٹ ہے۔ دُنیا ترک کرنا قادری طالب کا کام ہے۔ کیونکہ یہ شاہ میراں حضرت پیر و بشگیر قدس سرہ العزیز کا اعلیٰ اور افضل طریقہ ہے۔

ردیف ن

نال کو سنگی سنگت کرے کل نوں لاج نہ لایے ہو
تمے تر بوز مول نہ ہوندے توڑے توڑ مکے لے جانیے ہو
۱۰۶ کاناں دے بچے سنس نہ بھیندے توڑے موتی چوگ چکانیے ہو
کوڑے کھوہ نہ مٹھے ہوندے (حضرت باباؒ) توڑے تنے مناں کھنڈ پانیے ہو

شرح حضورؐ فرماتے ہیں کہ ناخس اور نااہل کی رفاقت اور صحبت اختیار نہیں کرنی چاہیے۔ ورنہ ساری سوسائٹی اور ساری سنگت کا معاملہ بگاڑ دیتے ہیں۔

صحبت ناخس گر جاں بخشدت ہرگز مرو آب دہری کہ ماہی را بدم افگند و رفت
نااہل آدمی کوڑے کی طرح تر نہ ہوتے ہیں۔ وہ تر بوز بن کر کبھی مٹھے نہیں ہوتے خواہ انہیں خانہ کعبہ اور مکہ مکرمہ لے جائیے اور کوڑے کے بچے سنس نہیں بن سکتے خواہ انہیں بجائے انوں

کے موتی چکائیے اور جو کنوئیں اصل میں تلخ ہوتے ہیں خواہ ان میں سینکڑوں من کھانڈ ڈالی جاتے وہ میٹھے ہو کر نہیں ہوتے سو روز اول سے جو شقی، نا اہل اور بد بخت ہیں انبیاء اور اولیاء کی دعوت اور صحبت ان میں اثر نہیں کرتی۔

حسن زبیر بلال اور حبش صہیب ازروم زخاک مکہ البجیل اس جو بولوا بھی است
نا کوئی طالب تے نہ کوئی مرشد سب دلا سے مٹھے ہو
راہ فقر دا پرے پر یے سب حرص دُنیا دے کٹھے ہو
شوق الہی غالب ہو یا چند جیون توں رٹھے ہو
جیں تن بھر کن بجاہر ہوندی (حضرت بابو) وہ مر تھیں گٹھے ہو

شرح حضور فرماتے ہیں کہ نہ کوئی اس زمانے میں طالب صادق رہ گیا ہے اور نہ مرشد کامل۔ صرف مرشدوں اور طالبوں کے درمیان رسم و رواج اور طفل تسلیاں رہ گئی ہیں۔ فقر کی منزل ان لوگوں کی پہنچ سے بہت دور ہے کیونکہ یہ سب لوگ دُنیا کے حرص اور طالب ہیں جن لوگوں کے دلوں میں شوق الہی کا جذبہ غالب ہو جاتا ہے وہ اس دُنیا اور دُنیا کی زندگی سے بیزار ہو جاتے ہیں۔ اور جب عشق الہی کی آگ ان کے دلوں میں بھڑک اٹھتی ہے تو وہ مرنے کے لئے تیار ہو جاتے ہیں۔ اور موت ان کی عین مراد بن جاتی ہے۔

نہیں فقیری جلیاں مارن مستے لوک جگا ون ہو
نہیں فقیری و ہندی ندیاں سکیاں پیر لگا ون ہو
نہیں فقیری وچ ہوا دے مصے پا ٹھیرا ون ہو
خاص فقیری (حضرت بابو) دل وچ دوست ٹکا ون ہو

شرح حضور فرماتے ہیں کہ بہت لوگ رات کو جلیاں مارتے ہیں یعنی اونچا اونچا کلمہ پڑھ کر لوگوں

کی نیند حرام کرتے ہیں۔ یہ کوئی فقیری نہیں ہے بعض لوگ اُڑتے کشف و کرامات ندی نالوں اور دریاؤں کی سطح پر چل پڑتے ہیں۔ درحالیکہ پانی سے ان کے پاؤں بھی تر نہیں ہوتے۔ بعض لوگ ہوا میں اُڑتے ہیں اور ہوا میں مصے بچھا کر نماز پڑھتے ہیں۔ یہ بھی مقام فقر خاص الخاص سے بہت دور ہیں۔ فقر کا خاص مقام یہ ہے کہ اپنے دل میں اپنے محبوب حقیقی کا مشاہدہ کرے

ردیف و

وحدت دے دریا اچھلے تھل جل جنگل رینے ہو
عشق دی ذات منیندے ناہن سا نگا جھل پھینے ہو
انگ بھبھوت ملیندے ڈٹھے نننے اجوان نکھینے ہو
میں قربان تنہاں توں (حضرت بابو) جھڑی ہوندی بہت تینے ہو

شرح حضور فرماتے ہیں کہ ذات الہی کے عاشقوں کو ہر جگہ وحدت نظر آتی ہے اور انہیں غیر کچھ نظر نہیں آتا جو لوگ عشق الہی کے سوا کسی غیر چیز کی طلب کرتے ہیں ان سنگ و لوں کو ہر جگہ ٹھوکر لگتی ہے ہم نے اس طرح غیر کے طلب کار بے شمار دیکھے ہیں جو انگ بھبھوت مل کر اور طرح طرح کے سوانگ بھر کر طالب مولے بنے پھرتے ہیں آخر میں حضور فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ کے سچے طالب وہ ہیں جو باوجود بہت اور طاقت کے اپنے آپ کو کمزور اور ناچیز ظاہر کرتے ہیں یعنی اپنی نفی اور اپنے مالک کی اثبات کرتے ہیں۔

ویہ ویہ ندیاں تار و ہویاں مہل چھوڑن کاہاں ہو
یار اسدا انگ محلتے میں درتے کھڑا سکاہاں ہو
نہ کوئی آوے نہ کوئی جاوے کس ہتھ لکھ منجہاں ہو
جے خبر جانی دی آوے (حضرت بابو) کیلوں پھل تھواہاں ہو

شرح۔ اس بیت میں حضور اپنے مرشد ربی محبوب حقیقی کی جذباتی اور اس کے حضور سے دوری کو محسوس کر کے سوز و فراق کا اظہار کرتے ہیں فرماتے ہیں کہ جس وقت دل کے دریا میں عشق کا طوفان آتا ہے تو آنکھوں کی ندیاں بھر پور ہو کر بہتی رہتی ہیں اور آنکھوں کی ہلکیوں میں آنسو اس طرح جھلکتے ہیں جس طرح کانوں کے بیڑیل چھوڑ کر جھومتے ہیں۔ یہ سب کچھ اس محبوب حقیقی کی جذباتی اور فراق کی وجہ سے رونما ہوتا ہے جو کہ اپنے محلِ قرب میں محکم اور بے نیاز ہو کر بیٹھا ہوا ہوتا ہے جہاں نہ کوئی فائدہ جاتا ہے اور نہ آتا ہے۔ سو کس کے ہاتھ اپنے دردِ دل کا پیغام پہنچا یا جاوے اگر اس محبوب حقیقی کی طرف سے کوئی پیغام پہنچ جائے تو ہمارے دل کی کلی کھل کر خوشی سے پھول بن جاوے۔

ردیف ۵

۱۱۱
ہو دا جامہ پہن کر سینگے اسم کا دل ذاتی ہو
نہ او تھ کفر اسلام دی منزل نہ او تھ موت حیات ہو
شاہ رگ تھیں نزدیک لدھو سے پاؤں اندر جھاتی ہو
اساں انہاں کوچ اوہ اسال کوچ (حضرت بابو) دور رہی قرباتی ہو

شرح حضور فرماتے ہیں کہ ہم اور ہمارے قادری طالب ہو کا جامہ پہن کر ذاتی اسم کہتے ہیں یعنی اللہ تعالیٰ کے اسم کو اپنے جسم پر کپڑے کی طرح اوڑھ لیتے ہیں۔ اور جسم کو اسم میں گم کر کے اپنے آپ کی نفی اور اس کی ذات کا اثبات کرتے ہیں۔ یہ ایسا ذکر ہے کہ اس میں کفر اسلام اور مرتبہ حیات و ممات سے انسان گزر جاتا ہے اور حق سے واصل ہو جاتا ہے۔ چنانچہ ہم نے جب اس تصور کے طفیل اپنے دل کی طرف جھانک کر دیکھا تو ہم کو حق تعالیٰ شاہ رگ سے نزدیک نظر آیا۔ اور بقضاء نے وھو معکھ آئینما کنتم وہ ہم میں اور ہم ان میں محو اور متحد ہو گئے اور قرب وصال کی منزل سے آگے گزر گئے۔

۱۱۲
ہک جاگن اتے جاگ نہ جان اوہ تاں جاگدیاں بھی سٹے ہو
ہک سٹیاں ونج واصل ہوئے ہک جاگدیاں بھی مٹھے ہو
کی ہو یا جے گو گو بولے لیسا ساہ لپٹھے ہو
میں قربان تنہا توں (حضرت بابو) جہاں کھوہ پریم دے جتھے ہو

شرح حضور فرماتے ہیں کہ بعض لوگ رات کو جاگتے ہیں لیکن وہ چونکہ دل کی بیداری اور جاگنے سے بے خبر ہوتے ہیں۔ گو ان کا جسم بیدار ہوتا ہے لیکن ان کا دل اللہ تعالیٰ سے غافل اور سویا ہوا ہوتا ہے لیکن اس کے برخلاف بعض لوگ وہ ہیں جن کے جسم کو بظاہر سوتے ہیں لیکن دل ذکر اللہ سے ذاکر اور زندہ بیدار ہوتے ہیں۔ ظاہری زبانی اور نفسانی لوگوں کی بیداری اور ذکر کی مثال گو گو پرندے کی طرح ہے جو ساری رات گو گو کرتے اُٹے سیدھے سانس لیتا ہے اور بے فائدہ چیخا چلاتا ہے۔ آخر میں فرماتے ہیں کہ میں ان لوگوں کے قربان جاؤں جنہوں نے اپنے اندر عشق اور محبت کے کنوئیں جوت لئے ہیں۔ یعنی گو ان کا جسم گادی وان کی طرح سویا ہوا ہوتا ہے لیکن ان کے دل کا کنواں چل رہا ہوتا ہے۔ اور ان کے دل کی کھیتی سرسبز ہوتی ہے۔

ردیف الف

۱۱۳
ایہ تن رب سچے دا حجرہ کوچ پافقیہرا جھاتی ہو
نہ کر منت خواج خضر دی تیرے اندر آب حیات ہو
شوق دا دیوا بال انھیرے متاں لہیں دوست کھڑاتی ہو
مرن تھیں اگے مر ہے (حضرت بابو) جہاں حق دی مریز پچھاتی ہو

شرح حضورؐ فرماتے ہیں کہ انسان کا تن اور دل اللہ تعالیٰ کا خاص خلوت خانہ ہے۔ اس میں جہانک کہ اللہ تعالیٰ کو دیکھنا چاہیے۔ اُسے طالبِ حضرت علیہ السلام کی آپ حیات کے لئے منت نہ اٹھانیرے اندر آبِ حیات ہے۔ اُسے طالبِ اپنے دل کی دنیا میں اسم اللہ ذات کا چراغ روشن کرتا کہ تو اپنا کم کردہ دوست اس میں پائے۔ آخر میں فرماتے ہیں کہ جن عارفوں نے حق کی رمز پہچان لی ہے وہ مرنے سے پہلے بطورِ قوتِ اقبلِ اَنْ تَمُوْتُوْا مر گئے ہیں۔

الف ی

یارِ یگانہ طبعی تینوں جے سردی بازی لائیں ہو
عشق اللہ وچ ہوستانہ ہو ہو سدا لائیں ہو
نال تصور اسم اللہ دے دل نوں قید لگائیں ہو
ذاتی نال جاں ذاتی رلیا تہ باہو نام سدا لیں ہو

شرح حضورؐ فرماتے ہیں کہ محبوبِ حقیقی اُسے طالبِ تجھے اُس وقت ملے گا۔ جب تو اُس کی طلب میں اپنے جان و مال کی بازی لگائے گا۔ سو اللہ تعالیٰ کے عشق میں مست ہو کر ہر وقت ہو ہو کرتا رہو۔ اپنے ہر دم کو تصور اسم اللہ ذات کے ساتھ مقید کر۔ اُسے حضرت بابو! جس وقت تیری ذات اُس محبوبِ حقیقی کی ذات سے مل گئی اس کے بعد تجھے بابو نام رکھنا زیبا ہو گا۔

تمام شہدِ مجموعہ آیات سلطانِ عارفین حضرت سلطانِ باہو صادقین حضرت اللہ عزوجل

فرہنگ

یہ فرہنگ تقریباً تمام پنجابی الفاظ پر محیط ہے اور ہر لفظ کا صحیح تلفظ متن میں موجود ہے۔ ہر لفظ کو متعلقہ حرف کے نیچے اخیر تک دیکھنا ضروری ہے۔ کیونکہ فرہنگ ہر ترتیب نہیں۔

اُٹھتے : دہاں : اس جگہ
غلامِ نرید اچھے پیشِ مبادے جتنے عشق
آٹانکے : اُن کے : ایسوں کے (انہاں سے)
اڈرک : (اڈرک تینوں اٹھنا ہی پے نا : بالآخر)
اڈرکی : جو اتہا کر دے مثلاً شمر دوا
اڈرکی ہے : اڈرکی چھ جو گھر کی کو چیز نہ
چوٹے (EXTREMIST)
برگڑو (اڈر : اخیر : اڈرک : منزل)

اُٹھناں والے سدا قوضائی بھیاں والے اڈے
اُٹے : لیکن : تاہم : اڈے
آن : اگر
اساں ہم نے : ساڈے لئی : ہمارے لئے ہم
ہمارے : اسیں (اسی) : ہم
اگھ : بتا : کہ (اکھیاں : کہہ : کہنے کے بعد)
اچھلے : کنادوں سے باہر آگئے : اچھل پڑے
آیاں : آجائے : پہنچ جائے
اٹی : (اٹنا : بھرتا) اُکھے : کہے
اوتر : اوتر چا کیتی ہے : اُتارن : یعنی استعمال
شدہ (SECOND-HAND) کپڑوں
کی طرح دیدے
اٹھاٹھاں مارنا

الاولون : (الاولا: اپنی آواز سے بولنا: پیکارنا)

الائیں : پیکاریں

اکھیں : آنکھیں

اوڈری : FILTH-DEPOT

الاجما : (الانبا) شکوہ : طعنہ

اساڈمی : ہماری (اساڈا: ہمالا) (ساڈا)

آپے : آپ ہی آپ

آکھن : (آکھے) کسے (جو آکھن

(WHICH IS SAID

اُتے : اوپر

ایہو : یہی (اے ہو) (اے با)

(اے ہی)

ایتھے : اس جگہ یہاں

اُہے اُہیرے : (پرے پریرے

کے خلاف) یہیں کے یہیں

اُہتائیں : دیں

اباڈی : ضدی : اڈیل: OBSTINATE

ایوس : یونہی

انگوری : کوئل : گوند : گی

نئے پھوٹے ہوئے تازہ مام برگ

اساہ : سانس (ساہ)

اپٹے : اُٹے

اوڈری : اولی : وہی

اوڈری : UNSEEN : دیوان : اجاڑ

اوچل : (میں کوئی ادھر تو نہیں

: ناواقت : احق)

اڑسی : اڑے گی

اس گل تھیں : ان باتوں (لہوں) سے

اضائے : ضائع

اڑیا : بھنس گیا (اڑیل گھوڑا: جو چلتے چلتے

ایک جگہ جم کر کھڑا ہو جائے)

ب

باج : سوائے (باجوں) : بجز

(باجھ) WITHOUT

بھائیں : جلا : سوزش : BURNING

بھلے پھرن : بھول جانا سے : فریب خوردہ

گم راہ ہوتے ہوئے راست پھینکا

(بھلا : بھول گیا)

بھانے ڈاسے نزدیک : بے۔

بٹھ : باندھ۔

بن داہ : بنتا ہے۔

بختی : صاحب نصیب : بخت والا۔

برسر : جب سختی اتنی قریب آجائے کہ

گویا سر پر ہی پہنچ گئی : سر پر۔

بنسن : باندھیں گے

بھنڈی : ذلت (بھنڈوینا)

بھانڈے :۔۔ برتن۔

بھنج :۔۔ (بھنجا : دوڑنا)

برہوں :۔۔ فراق : عیش

بیلہ :۔۔ (BELA) جنگل

بمیل :۔۔ پودوں کے بالائی سرے : نوکیں

کھیں یا توڑنے کے بڑھے ہوئے

سرے۔

بھا :۔۔ (سراٹکی میں مٹی آگ) (اس گھر کو بھا

لگے) (تینوں سویرے بھا لگ گئی)

بن :۔۔ بنیر

بابر :۔۔ مراد ظاہر (بابر کراں : اگر ظاہر

کردوں)

بیسے : جنگل : بال : جلا۔

بلدے : جلتے

بوڑیوے :۔۔ (بوڑوینا : ڈبو دینا) غرق کرنے

بھونا :۔۔ پھرن (بھول بھول کے آگے) بھول بھول

بلائی :۔۔ بلایا

بڈے :۔۔ ڈوب گئے

باندے :۔۔ بیٹھ گئے (باندہ : بھیدا : بیٹھا)

بھاوال :۔۔ پسند آؤں۔

باتاں :۔۔ باتیں (باتے : بات)

ب

بھلن تے آئی : بھول کی طرح کھل گئی۔

پچھوے :۔۔ (پچھنا) پوچھو : تو پوچھے

پاکوں پاک :۔۔ بہت ہی پاک : پاک

در پاک۔

پریم :۔۔ پریم : محبت : عیش

پھٹے :۔۔ (پھٹنا) (دودھ پھٹے تے یار

بگڑے مہتہ اندے لکھیں یعنی

لاکھ خرچ کرو تب بھی وہ بانٹ نہیں سکتی

پھڑھیا :۔۔ پکڑیا (دھڑی تھ ضرورت نہی

ہے) (پھڑیاں : پھڑیا)

پیاپی :۔۔ پڑی (پیا : پڑا)

پکڑیوے :۔۔ (PAKRESE) ہم نے

پکڑا :۔۔ (پکڑیوے)

پچھاتی :۔۔ (PACHNATEE) پچان لی

(پچھاتے : پچھانا)

پرے پریرے :۔۔ پرے پرے :۔۔ دور دور

میں جتنا آگے بڑھتا ہوں

نشان ملتے ہیں منزل کے (آغا)

پھلیاں :۔۔ (HIDDEN - POWER) خوشے

تخم مخ غلاف۔

پڑھیوے :۔۔ ہم نے پڑھا ہے۔

پھٹی :۔۔ (رنہ) پھٹا نہیں : کھلا نہیں

پوسی :۔۔ پڑے گی : پڑے گا :۔۔ پڑیوے :

پڑے :۔۔ (PEOSE - پڑی : آئی)

پڑھیو :- (ضمیر فاعلی پوشیدہ ہے)
تو پڑھے۔

پچاتی : پھنس گئی

پہلے حرف مطرے (THE FIRST WORD)

OF THE VERY FIRST LINE

یعنی : الف بے تک نہیں جانتے۔

پاؤں : پائیں (پاؤں) (پاؤں)

پیریں : پاؤں میں

پہنچیں : پہنچیں پہنچتے ہیں۔

پھاسے : پھنسنے پھنس گئے۔

پا :- پاکر : ڈال کر

پچھے :- بعد میں

پہنڈا :- سفر : فاصلہ

پلے :- جھولی : دامن : پاس۔

پھینسنے : (پھینسا : پسپا ہونا : ٹھوکر کھانا)

مڑے مڑے گئے : پیچھے ہٹ گئے

چھوڑ بیٹھے۔

پسے :- لاحقہ تاکید : خواہ

ت

تھیو سے :- (تھی نا : ہوجانا) (THEOSE)

ضمیر پوشیدہ ہے : ہم ہو گئے (تھیں)

ہو جائیں : ہمارے لئے ہو جائے۔

پہو :- باپ (پہاں PEDAN : باپوں)
پہلا :- (PELA) : لنگار : چنگھاڑ

پہنڈے :- (پہنڈے) (PAVENDE)

ڈال رہے ہیں :- ڈالتے ہیں۔

پوس :- (پوس سوں) پڑے۔

پینکے :- باپ کے گھر (پو کے)

پہیوں : پیئیں۔

پہا :- (دیکھو : چا) : (لاحقہ فعل اضافی یا

املاؤ برائے قوت لزوم اور شدت معانی)

رجاندے تو رہا جائے : سرور : بے شک

پھٹیا :- زخمی

پٹے :- کھینچ لی جاتے۔ (پٹنا : اکھاڑنا)

(پٹے)

پہنڈیاں : - PATENDIAN

پار (ACROSS) عبور : ایک سرے سے

دوسرے سرے تک جانا پار کرنا سے اول

اور طے پار یعنی جڑ کو بھی پار کر جائے جڑ

سے بھی آگے نکل جائے۔

پور :- (بٹری داپور قسمت نال ہی پھر ملدا

لے) اتنے مسافر کہ ان سے کشتی بھر

جائے۔ کشتی پُر ہو جائے۔ (کر ہی کا

پور : اتنی چیز جس سے ایک بار کر ہی

بھر جائے۔)

گڑی کا سنگل تھی گیا (سنگلیا) تھیلا

ہوئیں : حاصل ہوئے۔

تا : (تاف حشرات) (فدا عشق داتا چنگیرا

غلام فرید)

تکھیرے (تکھی) (FAST تیز : تکھے)

(تکھا : تیز)

تہنہ اندے : ان کے اتہناں : (ان) (دوا کا)

تہنہاں : ان کو

تائیں :- تک : پر : اوپر

تے :- اور (آتے)

تھاں : جگہ

تھیں :- سے تھوں

توڑی : تک

تارے : پار : آتارے

تلواں : (تلا : جونی کا پھل حصہ) (تھلین جڑے

جانا رہا۔

تومیں : توہی

توہاں : رہتا ہے لئے۔ : تم : تم

تدل : (تدے) : تب سے (تدول) (تد) (تد)

تک :- (تک بائضا : سر کندوں کا گٹھا دریا

پار کرنے کے لئے بنانا (LIFE BOAT)

تیرے :- تیرنا چاہے۔

تنگ :- گھوڑے کے کسے کی پیٹی یا کر بند

تیرگی :- تیسری

تارو :- جس پانی میں تیرنا پڑے۔

تھواہاں :- تھی جاہاں : ہو جاؤں۔

تکے : (تکنا : توجہ یا غور سے دیکھنا)

توں :- پر

تھیندا :- (تھتا : تھیتو : ہوئے)۔ بننا

(تھیندے : ہوتے)

تلیاں :- (تلی : پیر کا پھل حصہ) (مراد اتباع

تال : تب :- تو

تارے :- تان بے۔

تینوں : تجھے : تمکو۔

تھیکے :- (THEKE : تھرے : رکے

میان میں ڈالے

تے : پیارے

توڑ : تک - TO : اخیر تک

توڑے : (توڑے پنج ہی دے دیندا) مانگے

والا اپنا آخری کم از کم مانگ کا ذکر کرتا

(توڑ تک : دور تک) (توڑ پچائیں : اخیر

تک) آخری سرا : غتھی : کتنا ہی چاہے

یعنی چاہنے میں پورا زور لگا دے : اخیر کرنے

بطور نتیجہ چاہے۔

تھل : صحرا : ویران علاقے (DESERT

ترے : تیرتے ہیں (ترے : ترے)

تھل : صحرا : ویران علاقے (DESERT

ترے : تیرتے ہیں (ترے : ترے)

ترتر: تربتر: مرع.

تنکے: بوٹیاں۔

تمتی: بن کر ہو کر دھکی نا۔ ہونا

تاڑی: توڑی: تالی

تے: حنظل

ط

ٹکوری:۔ سینک آرام COMFORT

ٹھکانے: ٹھکانے پر

ٹینگو: ٹانگے

ٹھوک: (ٹھوکن: گاڑنا) گاڑ کر مضبوطی سے

ٹھاٹاں:۔ (ٹھاٹھا) بہتات: کثرت: ساواظ

ٹکایا:۔ اٹھا کر رکھ دیا۔

ٹھٹھے: ٹھوکیں۔

ج

جیس: جس: جس نے (جیندی: جیس دی)

جیندا: جس دا: جس کا

جاں: جب تک: جب

جنہاں: جنہوں نے: جن: جو

جے: اگر

جیویں: جیویں: جیویں

جھٹے: جہاں پر (جھٹاں) جس جگہ

جند: جب

جانن: جانیں

جداں: (جدا سے) جب سے (جداں)

جول: جھول: بہت بڑی جھولی۔

جھپٹے: جھگڑے (جھپٹا CLAIM)

جھپڑے: (جھپڑی: استغاثہ)

جھپڑے (جھپڑی) جس: جو (بڑے حشر نوں)

جھپڑے (جھپڑی) جس: جو (بڑے حشر نوں)

جھپڑے (جھپڑی) جس: جو (بڑے حشر نوں)

جھپڑے (جھپڑی) جس: جو (بڑے حشر نوں)

جھپڑے (جھپڑی) جس: جو (بڑے حشر نوں)

جھپڑے (جھپڑی) جس: جو (بڑے حشر نوں)

جھپڑے (جھپڑی) جس: جو (بڑے حشر نوں)

جھپڑے (جھپڑی) جس: جو (بڑے حشر نوں)

جھپڑے (جھپڑی) جس: جو (بڑے حشر نوں)

جھپڑے (جھپڑی) جس: جو (بڑے حشر نوں)

جھپڑے (جھپڑی) جس: جو (بڑے حشر نوں)

جھپڑے (جھپڑی) جس: جو (بڑے حشر نوں)

جھپڑے (جھپڑی) جس: جو (بڑے حشر نوں)

جھپڑے (جھپڑی) جس: جو (بڑے حشر نوں)

جھپڑے (جھپڑی) جس: جو (بڑے حشر نوں)

جھپڑے (جھپڑی) جس: جو (بڑے حشر نوں)

جھپڑے (جھپڑی) جس: جو (بڑے حشر نوں)

ج

جھونڈی:۔ جھونے۔

جایا: گذارا: گذار دیا

جند: جان

جلیندا: JALENDA: جلاتا ہے

جھل: مقام: مقامات: دھکتا: برداشت

کرنا

جھگڑے: JHAGENDE: دھکا: دھکا

پانی کو عبور کرنا: پانی میں سے راستہ

بنانا جس راستے میں پانی سے گذرنا پڑے

جھیندا:۔ جنہاں دا: جس کا۔

جھنول: جس کی طرف

جاندے: گذر رہے ہیں۔

جائے: رہے

جیہا کہیا: لیا دیا: ایسے ویلے:

جیہا کیسا:

جہانیں: (جہانوں): دو جہان

جائیں:۔ منازل: مقامات

جوڑیں: جوڑا: بنایا۔

جھنگ: درختوں کا ایسا جھنڈ

کہ سورج نظر نہ آئے۔

جاتا: سمجھا: جانا (جاناں)

جان: جائیں: GO: پہنچیں۔

REACH:

چنبے: ایک چھوٹا ہے چنبیلی کی قسم سے (چنبے)

چلیاں: کھجوروں کے درخت: مقبول الہی

صاحب نے اپنی تحقیق کے نتیجے میں چلیاں

لکھا ہے یعنی تیار کس وغیرہ لیکن یہ معنی

اس مقام کے لیے مناسب نہیں سمجھا

زبان میں ایک خاص قسم کی کھجور کو

چیل کہا جاتا ہے یہ کھجور بھی پڑھتی ہے

چنڈوری:۔ یہ پرندہ طوطی کی طرح کرتا ہے

چائی:۔ (چکی): اٹھائے ہوئے۔

چوکھا:۔ خالص: کھرا: پسندیدہ

چوری:۔ (جگ نہ کیسی چوری جھنڈ سے نہ

چھپایا:۔ بیا سے نہ بچے۔)

چاٹے:۔ چڑھائے۔

چانن:۔ روشنی

چیت:۔ دھیان: نظر: خیال: توجہ: دل

چلیا:۔ چلا

چھٹ:۔ چھوڑ

چنگیر:۔ چنگا: عمدہ: اچھے

عشق تے عاشق دونوں میں برابر

فدا عشق دا آچنگیر (غلام فرید)

چوڑ تری: (چوڑ کرنا: گندا کرنا: خراب کرنا)

دائی: ایک دھاگہ کی اور تڑپتی تین
دھاگوں سے بنائی جاتی ہے۔ مراد نمٹی
طریقہ COLLECTIVELY
ستیاناس مہرجانا۔ اگرائی کی جگہ تڑپ
چوڑ ہو جائے جو سب کو لے بیٹھے
ستیاناس
عشق پٹ تڑپیاں چوڑ کر دا۔ اجر گیا
داد ہیرا کیہڑا۔
اصل لفظ تڑپتی ہے۔

چیناں: چاند۔
چوپیندا: چوستا ہے چٹورا: پانی
چا۔ (پانی چا پو۔ پانی پو چا)

رسالن پیا پچا ہے: پچا پیا لے
داضانی یا امدادی لاحقہ فعل ہے فعل کے
معنی میں زرد اور شدت پیدا کرتا ہے مثلاً
چاکرو: ضرور کر دیا کر دو۔ فعل کو ایک
لازمی حیثیت دینے کے لئے ہے: روٹی
کھاؤ چانا۔ کھاؤ چانا روٹی: چا حیران
کر: حیران کر دو چا: یعنی حیران کرنے اور
روٹی کھانے کے کام میں لگ جاؤ۔ کام کو
روکے کیوں بیٹھے ہو کر کیوں نہیں دیتے
ضرور۔

پھل: ہڑا پانی کا ہنڈی میں مارنا۔

چلیے: چالیسواں چلیے: جیسے رونما کے ساتھ
چکدے: اٹھانے
چیک: ٹپ: بلا جھک: بلا خطر
چالی: ROUTINE: طریقہ: ڈھنگ۔
چکیاں: چکنا۔ کھنا۔
چوک: چوکا

ح

جباول: پردہ: حجابات کا پردہ۔
حاصل: لگان: حاصلہ: مالیات
حضورول: حضور کے پاس سے
FROM GOD SIDE

خ

خاصہ: کافی۔
خود نفسی: دنیا داری ذات صفات سے بے
کیا۔ دنیا دار ہے وہ دیدیش کیا (لارٹ)
خصیاں: ختمی ہوئے ہوتے۔
خامی: خام نہ جانے والے۔
خلیوں: اللہ کے سچے دوستوں کے لئے
خواج: خواجہ
خویاں: خرمیوں والی۔

د

دتی: دی: دیا

دہاں: دن

دیوے: دے۔ (دیوے تاکھیرے ہر دم کہ
اگوہاں سوہاں ہو دیوے جیسے عشق الہی کی
حرارت برصتی ہے اسرار و رموز بڑھتے چلے
جاتے ہیں)

دوبیں: ہر دو (دوہاں)

دیے: (DEVE-E) دے دی لے دی

دیے: (DEVE-E) چاہے کہ دیں

LET US GIVE

دھروٹی: (DHARD-ED) دہائی: الامان

القدر: اس سے خدا بچائے دیوں

دھروٹی: پناہ مانگوں۔

دل خستہ: اکال فقیر مراد ہے۔

دھرا یا: رکھو یا

دھرنا: پیچھے پڑنا۔ ماننا۔ سمجھنا۔ بیٹھ جانا۔

دھریے: رکھیے: دھریے: رکھو

رکتے ہیں: رکھنا۔ (ادوے کوں کی

دھریے: رکھیا ہے)

دیتیاں: دینے سے: دیں:

دیکھتے ہیں۔

دوڑی:۔ (DOREE): دوگنی: ڈبل

ڈاگنی۔

دل: لشکر (اگر دل ہے تمہارا کام طلب

دھڑکنا بھی ہے۔

TO JUMP INTO THE FIELD)

دوتونے: دے دیتے ہیں: دے دیا۔

دا۔ کا (دی: کی) (دے: کے)

دیں لگیاں: دینے لگے جب۔

دیاں: کی

دس: دی۔

دو جا: دوسرا۔

دھوتیاں: دھونے۔

دکھاں: دکھوں نے۔

دور: ٹھوٹھا: جھانڈا: دورا: چکر۔ رفتار

لق: گردش سار: کنارہ گھیرا: گردا گرد

دھرو: (دھرنا: کھینچنا)

دیندے: دیتے

دے: دکھائی دے (دیسوے: دکھائی دے)

دیا: کے

دھمکے: لگا کر توجہ ہے۔

دوالی: (دو دل: دو دل): ڈبل ڈوری

بمضبوط پھندا۔

دورا ڈا: بیت ۵۰ میں دورا۔ اڈا۔ الگ

الگ ہی مستعمل ہے۔ یعنی دور کو دل کے

2

دیکھئے : دیکھئے

3



رگیں : رگ میں

رج: پیٹ بھر کر (COMPLETELY) خوش ٹاکیں آلاہ بہ عنایت کریں۔
 رکھن: رکھنے سے۔
 رے: شامل ہو جائے۔

رہنے کے لئے رہتے رہنا رہتا
رکھا: رکھا۔

ترجمہ : درہنہ : طہنام ملتہ۔

رڑ کے: (مکھنڈا بٹونا: بار بار حرکت دینا)
(رڑ کینڈے اڑ کتے ہیں)

رہی : رہے گا۔

لڑائیوں کے بارے (ہمیشہ)

رہنے، زمین کا وہ نشیبی حصہ جس میں
پانی بھرا ہوا ہو۔

چھاپو۔ رچ گیا۔

رہیدے: (RABED) رب کے۔

س

سویاں :- (سومہ) ، ناز : سراغ : رموز و اشارے
 بحیثی : واقف - نازواں - (سوں نہیں
 لگدی : سراغ نہیں ملتا۔)

ساٹوا : ہمارا ساٹو ہے : ہمارے : میرے
سار : خیر

سابقہ: سابقہ شرکت

ہے: **تسو** (مراوہیت)

سُٹ : سُٹنا : پھینکنا رُٹ : پھینک دیا
گیا (گناہ دی پُٹ پُٹ آیا۔ سُٹ چڑ
سوانی : سوار پُھننا ہو تر ۱۲ دفعہ پُھننا۔

سداون: کہائیں (شیخ نہیں اور جی سدا ہیں
چٹیں یہ انٹی چال)

سکھائے: (سو کہے) بہ آرام: مطمئن:

لا خوف ولا حزن

سنو سے :- سنائی دے رہا ہے سنائی ہی رہے۔

روزانه حال انقباضی

سُونی، وی : THAT IS

ساتوں: ہمیں۔

ہے، برداشت کرنا چاہیے۔

سستیاں: جھیر کی ایک قسم سی ہے اس کے سر پر پیدائشی بال کم ہوتے ہیں۔

سندورے: (سندو سا گیا۔ مستی میں افندھا ہو گیا)

سکھیں: گئی

سچھندا: سمجھاتی۔

سوہندی : سوہنی لکھی : زیب دیتی - سجتی -
رحمد و ثناء سب سوہندی بہروم قادر

فنا بجلد کوم،

سلاں: (سل، دکھ) وہ دکھ جو نیروانے
سے ہو: چرکے لگانے کی تکلیف)

سیکے : SEKE (توشا رکے)
 سریر : لازما

ساہو کے : (SAHWARE) : خمر بھر
: (سہرا) : سوہرے

سڈ لوے : (سدیوے) (ڈ: سرائیکی)

سہارا : سماتا۔
: کہلاتا ہی ہے (استمرار)۔

سیدھا: سیدھا۔

سیک : اشتیاق : خواہش : الفت :
سُنیدا : سُنّا۔

سُٹا : جل گیا۔ (سُٹنیدا : جلاتا ہے BURN)
سُکھو دے : سُکروا : سُکوارا : سُکروا :

رے علامت تنکیر ہے اگر صفت کو
تنکیر کر دیا جائے۔ تو وہ صفت اسی
موصوف کے لیے مخصوص ہو جاتی ہے۔

موزن یہ بات نہیں ہے۔ ایہام پیدا کر کے
صفت سے تخصیص کرنا۔ منوی لحاظ سے
زیادہ خاص ہے مثلاً لا کو پہلے لا کر ثبات
میں زیادہ زور اور قوت پیدا ہوگئی یعنی۔

پہلے انکار ماسوا بھر اقرار۔ مطلب یہ
ہوا کہ اور کوئی سُکروہ نہیں رہا۔ یہ تنکیر
فارسی الفاظ صفت میں مروج ہے مثلاً

سُکروہ سے سُکروے اور سُرا کی زبان
(رے) ضمیر فاعلی ممتزک کا کام دے گی
خاص کی جگہ مضاف ہو رہا مثلاً کرے یعنی
وہ کرے۔

سُزویوے : دُھو سانا کے اللہ نوں یاد کر
(ساخن) کر کے (سُزویوے : کرے)
سُج صبا جس : صبح سویرے : (سُج : سانج)

سانجھرے EEARLY
MORNING صبا
: نور کے ترے کے۔

سُجھے : سب

سُجائی : (سجود DECORATED سجائی)
سارا : فارانہا گیا : سرافق آگیا۔

سُکھیوئی : سُکھیا (SIKHYOEE)

سُوہاون : زیب دیں : (اچھے لگیں۔ سوہنا)
سُہیڑیے : سُہیڑنا۔ رشتہ نا طرہ جوڑنا
سُتے : سُوتے ہوئے : دُعا میدہ۔

(سُتیاں : سُوتے ہوئے)

سُکیاں : خشک۔

سُتاگاں : نیزے

سُکا حال : سُکھ گیا ہوں۔

شش

شیشاں : (شین مخفف ہے شیر کا)

(جھٹ شیاں یعنی فرّا بلاتا ہن شیر کی
طرح چٹا مارے)

شالا : خدا کرے (پروسی شالا کوئی نہ
میتوے لگہ جنناں تو بھارے۔ گلیاں دے

دیر پھر مٹانے کوئی نہ دوسے سارے
(بٹے شاہ)

شہنیدا : شیر کا

شور : شور کوٹ

ع

عینوں عین بر سو فیصد FITTEST

عاماں : معمولی چیزیں

علموں باجوں : بلا عرفان

عقل نکر دی پہنچ نہ اوتے خودی گمان

اور بٹے فنی قسم منظور نا ہیں جنم

چکیے : اگایے تامل بید

پایے (وٹ شاہ)

ف

فہیندا : فرماتا

فرشوں : فرش سے

فجری : فجر کے وقت

ق

قلیلوں : (قلیوں کو کثرت : دقت

فی کثرت)

قلب کمال جمالوں : قلب جمالات کے

کلمات کا منبع ہے

بقیما قییم : قیمتی

قربانی : رز دہی مقام قرب (دعا)

ک

کائی : کوئی

کو کیتیدی : بر کوک مارنا، پیچ مارنا، دوبا

دینا (دل ہر روز بلند آواز سے اعلان کرنا ہے

کیتو سے : بر چیر پوشہ ہے) ہم نے کیا

کرنا۔

کیتوئے : (KEETOEE) کیا : کرنا

کرے کرنا۔ بنایا۔ (کیتا اسی) ٹھیک کرنا۔

دکیتا کیا

کیتا : کرنا (کیتا : کی)

کوہاوسے : کوہا : ذبح کرنا (کیتی : لایاں

کوہ دتیاں : کوہنا کوہ دینا۔ ذبح کرنا۔ کوہے

ذبح کرے)

پکھیوسے : پکھنا : نا پنا (فعل خیالات

میں) آوارہ خاکی، کدکوش کرنا، ریزہ ریزہ

کرنا، استرا کرنے میں لگا رہے۔

کجاں : رہنے کرنا

کتے دل : (کوتل) کس طرف، کس کی

طرف۔

کھڑیاں : کھڑنا، کھنا

کے : کرنا (کی : کیا)

کرساں : رہنے کرتے ہیں

کہی کہی دکان : کموں : کب : WHEN
 کا بچے : بچہ : بچے ہوئے یا پیش تانبے کے ۔
 کیسٹرے : بڑے مظفر گڑھ جو کبھی ریاست جنگ میں
 شامل تھا۔ اس میں کیسٹر نام کا ایک قید آباد تھا ہوسکتا
 ہے کہ اس جگہ کو بھی کیسٹرے کہتے ہوں جیسے یہ گوٹ۔
 اسی قید میں رانجے کا وہ رقیب تھا جو رانجے کا بیس بدل
 کر سیر کے پاس آتا اور ہر دفعہ پھانسیا جاتا۔ اس کیسٹر
 شاخ میں ہر سبب تھی۔
 کرن : کریں : کریں : کرتے ہیں۔ کی کرنا : بیکرتے ہو
 کماوی : کماوی
 کسے : کسے : کسے کو
 کدھی : (کندھ : دیوار) دیوار : ساحل : کنارہ
 کجرب : کماں : کماں : کجا کجا
 کھلہ : بڑھتا
 کھیڈ : کھیل : کھیڈ : کھیڈ
 کسی : بڑے کشش سے حاصل کیے ہوئے کماں والا
 کھڑا : بڑھتا : کھڑا : حیرت : چیز
 کچھ : بڑھ
 کڈھے : بڑے : کڈھے : نکالیں
 کرینڈے : بڑے کرتے ہیں (کرینڈا : کرتا)
 کھڑے : بڑے
 کارن : بڑے : خاطر : سبب : واسطے
 کھینڈے : بڑے نکالتے ہیں

کپیراں :- (Kaperan) : گردآب : پانی کا پتھر
پانی کا طوفان
کھجے پاسوں :- بائیں طرف
کرسی :- کرسی کے (اللہ کرسی : اللہ کرے)
کدھہ :- در نکال (کدھے : نکالے)
کراں :- کر کے
کھٹے :- کھلے : کشتاوم ہو
کمر جانیں :- سمجھ کر : جان رہیہ
ککس :- کہیں
کر لاندے :- (فرق میں بلند آواز سے رونا کرنا ہے)
کھوے :- رست : رست ہونا (کیسے نہیں مست کیوں)
کھم :- کار
کھتہ :- (کھنڈن) کہاں سے
کل :- چار جگہ یہ لفظ آیا ہے ۱۳۹۰۹۲۰۳۹ اور ۱۹۴۰
دفعہ کل ۱۳۹ اور ۱۴۰ کی دوسری جگہ یہ کل ہے اور بتی
جنگوں میں کل — کل بمعنی بدی : برائی (لا لک)
کل — بمعنی ٹھنڈا : آرام : اطمینان : سکون
قرار سے معنی ہنگامہ (کل کرانا : ہنگامہ مکر کر دینا)
دکھہ کہاں تاں گل پوتے ہیں گلوں میں تاہیں (نامک)
معنی کسی اڑکی خبر کے بھی ہیں بیسی کوئی ایسی بات
جواب نامک میرزا دین معنی لوگ اس کی حقیقت سے
نا آشنا پلے آرہے تھے اور کچھ کا کچھ سمجھ رہے تھے
لیکن ایک موقع پر اگر اس راز سے پردہ اٹھ جائے

لہذا مصوے: (غیر روٹھیہ ہے) ہم نے لہذا
 یہاں تلاش کر لیا: لہذا: ہم نے
 لیسن: ہم نے

لہذا :- انمارا دور کیا (لادہ راتوار)
 ٹیٹو سے ڈر کر لٹی جاتے۔ ٹیٹو ہی جو
 لیٹن ہر لیں

بلین : رہیں گی۔ بے وقت
 بیوی : حاصل ہوئے
 لطف : ازراہ کرم

لکھنؤ : در تلاش کرا لکھ (لکھنؤ) لکھنؤ
لکھنؤ : لکھنؤ لکھنؤ لکھنؤ
لکھنؤ : لکھنؤ لکھنؤ لکھنؤ

گفت: کسی چیزیں ڈالنا: ٹیپیکنا THE
 اور ٹھٹ: اور ڈال Topot
 گئے: پرچھے پوشیدہ

گوایا : خانیکی
گلوئی : جو کسی کا کرتار ہے : BACK
BITER : باتوں کی راسی طرح جھوٹی ہے جو کسی کی بت

بل انار دسے یا اونٹوں کے بل مرنا ہے۔
 گنڈاریں :- گنڈاریں
 گلہ :- کہنے کی ایک قسم ہے
 گالے :- مغلے

لوٹن بہ نواز ضرورت طلب طلب کرتے جاہیں
 لہو بہ
 لہو بہ آگیا۔ (تھانہ لہو: تھانہ لہو آگیا دھیتی)

بیٹیاں تہہ جلد ہی نیچے آتر
لٹا : در کمرور
لکھن : کہنا (کہہ : کہنا)

پہلے ہم دیکھیں اداکوں میں ایک شروع بشر بنایا
 آدمی اس بات کی گھنٹا جو کہ وہ نے چننا۔ لاوا
 بعد میں :- لہو میں : پانی

ملیٹس : (مل یوس) (mil ous) (ملیوس)
(ملیوس) : مل جاتے گا۔ ملے (ضمیر پوشہ)

ہے: اس کو بلا۔
 مشک: اہل زبان بدبو کے لئے بولتے ہیں لیکن
 اس جگہ خوشبو مراد ہے۔

مچایا : پھیلا دی ۔ پایا
محل : پرگزہ کسی نہ سے دیوار : دیرسی تیری جان
محبوب : محبت سے محل : جا سے بدن

مچایا : ا پیلا دی : پایا
بول : پر زبانی کسی نہ سہ دیا : ویسی تیری جان
بہت کھوئے بول نہ جا سہ بول
مست تیرا : انداز : انداز

مٹھ لے گھسا۔ ایتھے عمل نہیں
پیرج عالماں نگل تسبیح مکرہا

مینماں : بارش

مگلیا : طلب کیا : مانگا

ماہی : محبوب

مردانے : (خسرے کو کوئی مرد نہیں کہتا)

مریلا : (MARELA) (مارنے والا : مارو :

ماتا ہے سوٹے ڈٹے مارنے والا

آدمی جس کے سامنے کوئی ہاتھ نہ

اٹھا سکے۔ رام سنگھ کو رام سنگھ میرا

اس لئے کہتے تھے کہ جو اس کے کھیت

میں سے گندتا اُسے ماتا

مندے : گایاں (مندے یعنی گایاں ملتان

والے بولتے ہیں) سہ (مندے

کئی ناکامیہ کہ مندا ہوا)

مون منیاں : موڑ منڈانا : حجامت کرانے سے

مل : کاہنج

مل باڈا : قبضہ کر لیتا ہے (مل بہیندا)

مل : (مل بیٹیا) (قبضہ کر لینا از ملکیت)

(مل : قابو کرنا)

میلا : وصال

مدھانی : (مدھانی) جس سے رکتے ہیں

مہاٹھرے : (مدھانے ملاح مانے اسی طرح ہے

جی طرح لاٹا لایے) (دھنگ کی ماکہ

پیشہ قوم سامنے کھلاتی ہے اس سے

اسم تعظیم مانٹھے)

مٹھے : ضائع : برابر : ٹھکے جانا :

(TO BE CHEATED)

میندا : (ہم چو ما دیگراں نیست) : میں دا :

میں کا : (میڈا : میرا : سائیں میڈا)

مطاحہ : (آواز ہوگی مطاللا)

مسے : مسائل : مسئلے

مغلغم : (معلوم کی بگڑی ہوئی شکل ہے)

مارو : مارنے : ہاک کرنے : مارے۔

مکتے : ختم ہو

مٹاں : شاید کہ : تاکہ

مڑن : مڑنا : لوٹنا

میندے : مانتے ہیں : مانتے ہیں : عقیدت

رکتے ہیں۔

مہاٹھی : چوکھٹ : ڈیوڑھی۔

مانگھ : مانگھ (دسواں مہینہ بکری)

مچائی تارسی : شاق اڑایا : اتالی بجائی۔

مڑھیا : قابو کیا ہوا (مڑھیل مڑھنا)

مہنوں : مجھے : مجھ کو۔

مارن : ماریں۔ میٹے : مٹائے

منداواں : مناؤں

مرجاواں : مرجاؤں : مرجاؤں گی

محلے : محل : قصر : میں

منجاواں : منجاواں : منجاواں

ن

نٹ : ہر روز

نرگس ناز : نرگس کی آنکھ کے لئے بطور صفت

نرم دا : ناز اور ناز کی صفت کے لئے نرم

بے کرا آنکھ میں سرف نخر ہو نہیں

بلکہ لطافت بھی ہے نرم نازک :

یعنی جہد و یکونزاکت اور لطافت

یعنی حسن و جمال کے سوا کچھ نہیں۔

نیتی : ارادہ کیا : نیت کی

نل : کو

نہیں : نہیں (ناہن)

نمانے : جس کو کسی کا مان نہ حاصل ہوا

بے چارے : بے کس : (پیم : POORS

نہیں نیازی : نگاہ کرم : (نہیں : آنکھ)

نال : ساتھ : نیندر : نیند

نیاں : نیت : ارادہ (آپے کھے اوی)

پڑھے نیت جنہادی کھوٹی)

نیرا : مدھانی والی دسی

نیوے : جکے : راغب ہو

نہ : NEH (نیہولا دنا تے ہڈاں فل

ساڑنا) : عشق :

لوکے : (لوک سے) : نوچے

نیت نہ سکے : ارادہ بھی نہ کر سکے

نیرے : پانی بہائے

نی : (رہ نی : رہ وی) : اری

ندی : (ندی : اندی)

نپ : پکڑ کر (مضبوطی سے)

نا : نہ

و

وہچ : میں : اندر : درمیان (وچوں :

میں سے)

ویکھ : دیکھتے ہوئے (ویکھنا : دیکھنا)

(وٹو دیکھ : ویکھیں : دیکھنا تم)

(وکھائے : وکھائے) : ویکھو دیکھو

ویکھ دیکھ کر۔

وہیل : فضول : عبث : بیکار

وانجھے : (ونجھا : ضائع کرنا : خالی کرنا :

ضائع شدہ (SPOILED) :

بگڑے ہوئے۔

وہن : ندی : دریا : بھڑا : ایسی

نہی جو آدمی کو بہا کر لے جائے

مفقود کر دے : کالعدم کر دے

DISAPPEAR

ورھیا : ایک برس یا سال کی (ورھیاں جمع)

وڈیاں : بڑائی (وڈا : بڑا)

وٹن : ہر وقت : مستقل طور پر روت

کی ہر یا سنی آگے کیا ہوا یا پھر کیا ہوا ان کا کام ہی

برہم رہا ہے - WITH-BOOKS-ALWAYS

وانگوں : کی طرح (وانگ : مثل)

ونجاون : دگنواون (ضائع کر دین)

ونج : رجا کر چل کر : جا کے (ونج بچتے

پوہتے : جا پہنچے) : جا (وہ بکڑ عمر

عثمان علی ونج چھتے سب رضوان

کول)

واسا : (واس : رہنا : سکونت) رہائش

ویندیاں : راد ویندیاں : راہ جانیاں (جانے

والوں کو : پٹنے والوں کو

وبانی : (وہنی : نالی : گذاری

وسے : (وس : جانا : اعتبار کرنا : بھروسہ کرنا)

اعتبار کرے

واری : دفعہ

وتماں : (کوئی بات کہتے ہوئے چپ ہو

جائے تو سامع کہتا ہے موت کی

ہو یا "یعنی پھر کیا ہوا" کہیں پھر :

ولائے : (ولا : انس : دلانا : بھلانا)

پسند کر لے

وانمے : پشت پھیرنے والے (تولی :

العلق) رخ بدل لینے والے

ویکھالی : جھلک : دیدار

واڑی : کیاری : کھیتی چھوٹی خربوزوں کی

بڑی ہوتو واڑا

اس کے معنی میں استمرار اور

استقلال ہے

وتج : بیچ کر

ویکھے : (ویکھا : دیکھے

دل : طرف

ودھی : بڑھی : زیادہ ہوئی

وڈیس : (وڈ : بڑ : داخل ہو) وڈیا :

(داخل ہوا) (وڈھیا) (وڈیا : بڑتا)

وسول : (وسا : آباد ہونا) (وسلے : آباد

ہوتے) (وسلا : رہتا)

ویاں : (وی : بیس : ۲۰)

وی : بھی

ویلے : وقت

وسناں : برسنا میں (دوسے : برسے)

وسائے : برساتے

واکاں : (واگ : باگ : عیان : دکام)

وقتہ : (مراد نماز) (ان الصلوات کا منہ علی

انہوینین کثا موقوتہ) (نماز)

وکاوسے : بک رہا ہے

وچھوڑا : (بچھڑا) جدائی : فراق

ویس : لباس : بھیس

وانگ : مانند : مثل

ونجارے : بنجارے : سوداگر

وارا : بدلہ

والے : بالے (کنواری کان میں بند

ڈالتی ہے اور شادی شدہ بند

نہیں بہن سکتی بلکہ بالا استعمال

کرے گی)

واہندی : (دہندی) ہتی ہوئی : رواں

ویہڑے : صحن : دس : بس

ویہوہ : (WEH) : بہ کر

۵

ہور : اور

ہویا : (ہویوسے : ہم ہوئے) : ہوا

ہوندے : ہوتے (ہوندا : ہوتا)

ہک : ایک (بک : دل صبح : کیتی)

ہکو : کسی ایک نے بھی نہ پہچانا : ایک

ہکا : (دل بھی ایسا نہ نکلا) (رکھے : ہکی)

(اک : اکو)

ہنجوں : آنسو

ہاسے : ٹٹھا : دل لگی : ہنسی

ہو : ہو کر : بن کر

ہوں : ہوں : ہوں

ہویوں : ہو گیا ہے (ہوویں : جائیں)

ہووسے : ہوئے

ہوسی : ہوگا : ہو جائے گی : ہوگی

ہلیڈے : ہلاتے ہیں (ہلے : ہلے)

ہن : ہن (HAN)

ہوندی : ہووے

ہوؤ : علف : علف

ہوائی : آفتبازی جو ہوا کو چیرتی ہوئی

نیچے سے اوپر کوڑھتی ہے :

راکٹ :

ہٹے : ہٹے (ہٹا : ہٹا)

ہوجاندے : ہو جاتے ہیں

ہاسے : (ہیں سن) تھے

ہکے ہالا : ایک ہی جیسا

ہارے : والے (اڈن ہارے)

(مرن ہاری)

ہوندی : ہوتے ہوئے

ہینے : کمزور

ہویاں : ہوئیں